بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 46

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ نمبر:
46

شرح چندہ
سالانہ 150روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20پونڈیا40ڈالر
امریکن۔بذریعہ
بحری ڈاک10پونڈ
یا20ڈالرامریکن

11رجب 1418ہجری 13/نبوت 1376ہش 13/نومبر 97ء

مکرم چوہدری محمد احمد صاحب عارف

اخبار احمدیہ

لندن ۷ نومبر (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

آج حضور انور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے احباب جماعت کو خاص طور پر نمازوں کی پابندی کی طرف توجہ دلائی اور نمازوں کو باقاعدگی سے قائم رکھنے اور ان میں لذت حاصل کرنے کیلئے بیش قیمت اصول بیان فرمائے۔ پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور ہر آن تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے

لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تمام دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلعم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کیلئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تاکہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کیلئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دُعا کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔

اور چونکہ ہر ایک کیلئے بباعث ضعف فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کیلئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کیلئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھیں۔

لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسے کیلئے مقرر کئے جاویں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجائے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کیلئے دُعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دُعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور یہ جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کی دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور ان کی خشکی اور اجنبیّت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کیلئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہ کوشش کی جائیگی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔ (آسمانی فیصلہ صفحہ ۹ اور ۱۰)

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت لاویں اور اللہ اور اُس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پروا نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت وصعوبت ضائع نہیں ہوتی۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اِس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کیں ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں"۔ (اشتہار ۷/دسمبر ۱۸۹۱ء)

"بالآخر مَیں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اِس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کردے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اُس کا فضل اور رحم ہو اور تا اختتامِ سفر اُن کے پیچھے اُن کا خلیفہ ہو۔

اَے خدا ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دُعائیں قبول کر۔ اور ہمیں ہمارے مخالفین پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔ (اشتہار ۷/دسمبر ۱۸۹۲ء)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت

خطاب سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز

برموقع جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۸۶ء

پانچویں قسط

عہد صدیقی اور ارتداد

اب خلافت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتا ہوں- اکثر کتابیں جو ارتداد کی سزا، قتل کے حق میں آپ پڑھیں گے، ان میں آپ دیکھیں گے کہ علماء سرسری طور پر قرآن اور حدیث کی بحث کر کے بڑی تیزی کے ساتھ دورِ ابو بکرؓ میں داخل ہوتے ہیں اور اپنے عقائد کو سہارا دینے کے لئے وہاں پناہ ڈھونڈتے ہیں اور کہتے ہیں یہ سنت صدیقی ہے- سنت محمدی ان کو بھول جاتی ہے اور سنت صدیقی کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں-

مزعومہ "سنت صدیقی" کی حقیقت

حالانکہ "سنت صدیقی" بھی وہ سنت نہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف وہ منسوب کرتے ہیں بلکہ تاریخ واضح طور پر اس بات کو جھٹلا رہی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی کسی کو محض ارتداد کے جرم میں قتل کرایا ہو یا کبھی کسی کو اس کے مسلمان کہلانے کے باوجود، کلمہ پڑھنے کے باوجود، مسلمانوں کے قبلہ کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑھنے کے باوجود، زکوٰۃ کا قائل ہونے کے باوجود اور زکوٰۃ ادا کرنے کے باوجود، مرتد قرار دے کر قتل کرایا ہو - بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے مرتدین میں سے صرف ان لوگوں کے خلاف لڑائی کی جنہوں نے ارتداد کے ساتھ ساتھ اسلامی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور آپ کے گورنروں اور عمّال کو ان کے علاقوں سے بھگا دیا اور مسلمانوں کو شدید تکالیف پہنچائیں اور انہیں بری طرح قتل کیا- آپؓ نے ان بد بختوں کے خلاف اس لئے جنگ کی کہ ان ظالموں نے ہی جنگ اور ظلم کی ابتداء کی تھی اور بے گناہ مسلمانوں کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا تھا-

مرتدین کی بغاوت کے تاریخی شواہد

چنانچہ کتبِ سیرت و تاریخ اس فتنہ ارتداد اور بغاوت کی تفاصیل یوں بیان کرتی ہیں :

۱- باغیوں نے مسلمانوں کو شدید ترین سزائیں دیں جو ان ہاتھ سے بچ کر نکل سکے وہ مدینہ منورہ چلے گئے- باغیوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خلافت اسلامیہ کے مرکز (مدینہ منورہ) پر حملہ کرنے کے لئے تیاریاں مکمل کر لیں-

اتفاقاً حضرت عمرو بن العاص انہی دنوں بحرین سے واپس آرہے تھے تو انہوں نے باغیوں کو یمن کی طرف سے آتے ہوئے مدینہ کے قریب لنگر انداز پایا- ان کی تعداد ریت کے ذروں کی طرح کثیر تھی- اس کے بالمقابل مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی- اس سے بڑھ کر یہ وہ سب بے سروسامان تھے-

ایک اور کتاب میں یہ ذکر اس طرح درج ہے :

جونہی آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا جزیرہ عرب کے طول و عرض میں اللہ کے دین کے خلاف بغاوت کے نشان ابھرنے لگے- صرف مکہ، مدینہ اور طائف کے باشندے ثابت قدم رہے- بغاوت اور ارتداد کا یہ فتنہ جنگل کی آگ کی طرح پھیلا اور چند روز ہی میں عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ گیا- مرتدوں اور باغیوں نے اسلامی عمال کو نکال دیا- بچے۔ مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کرنا شروع کر دیا جو بچ سکے بھاگ کر مدینہ میں پناہ گزین ہوئے- کچھ طالع آزماؤں نے آنحضرت ﷺ کی کامیابی کو دیکھ کر خانہ ساز نبوت کا ڈھونگ رچایا- مختلف قبائل میں کئی جھوٹے نبی پیدا ہو گئے جن میں ایک مشہور شخص طلیحہ بن خویلد تھا- اس کا اصلی نام طلحہ تھا- مسلمان اس کو تحقیراً طلیحہ کہتے تھے- یہ بنو اسد کے قبیلے سے تھا جو قریش کا دیرینہ حریف تھا- طلیحہ نے رسول اکرم ﷺ کی زندگی ہی میں نبوت کا روپ دھار لیا تھا"-

یہ فقرہ توجہ کے لائق ہے- کہتے ہیں: دیکھو جھوٹے نبیوں کے خلاف حضرت ابو بکرؓ نے کیسی چڑھائی کی! مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ دیکھو جھوٹے نبیوں کے خلاف آنحضرت ﷺ نے کیسی چڑھائی کی؟ طلیحہ نے دعویٰ کیا ہے حضور اکرمؐ کی زندگی میں اور دعاوی کرنے والوں کے علاوہ اور اس سے کوئی بازپرس نہیں کی جاتی- کسی بھی دعویدار نبوت کے خلاف فوج کشی نہیں کی جاتی! یعنی جس دین کا (نعوذ باللہ من ذالک) اس کو علم نہیں تھا جس پر دین نازل ہو رہا تھا اس کی تشریح آج کے علماء کو معلوم ہوئی اور انہوں نے ساتھ یہ بھی بتلایا کہ یہ تشریح ہمارے علاوہ حضرت ابو بکرؓ کو بھی معلوم ہو گئی تھی، مگر رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم نہیں تھا-

ظلم پر ظلم کرتے چلے جارہے ہیں- ذرا بھی خدا کا خوف نہیں کھاتے کہ اسلام پر کیسے گندے حملے کر رہے ہیں، اور آنحضرت ﷺ کی ذات پر بھی حملہ کرنے سے نہیں چوکتے-

"لیکن اس وقت اس کا فریب نہ چلا- حضورؐ کی وفات کے بعد سارا قبیلہ اس کے دام میں آگیا- اس نے نماز سے سجدہ موقوف کر دیا، اس سے تکلیف ہوتی ہے- زکوٰۃ بھی معاف کر دی- اس لئے منکرین زکوٰۃ اس کے حلقہ بگوش ہو گئے- طلیحہ نے ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے مدینہ بھیجا" (لشکر بھی بھیجا ہے، جب تک لشکر نہیں بھیجا تھا اس وقت تک حضرت ابو بکرؓ کو خیال بھی نہیں آیا کہ جھوٹے نبی کی سزا یہ ہے کہ اس کے خلاف قتال کرو-) "حضرت صدیقؓ لشکر کے مقابلہ کے لئے آئے- حملہ آور بھاگ نکلے"-

(غلام احمد حریری- اسلامی دستور حیات لاہور- محمود ریاض پرنٹرز- ناشر ضیاء الحق قریشی- ۱۹۸۶ء - صفحہ ۳۳۵-۳۳۶)

۳- تاریخ ابن خلدون میں مذکور حالات کا خلاصہ یوں ہے: قریش اور ثقیف قبیلہ کے علاوہ جملہ اہل عرب کے ارتداد کی خبریں مدینہ پہنچیں- مسیلمہ کی بغاوت کا مسئلہ نازک صورتحال اختیار کر گیا- اسی طرح طئی اور اَسد قبیلوں کے لوگ طلیحہ کے گرد جمع ہو گئے- غطفان قبیلہ بھی مرتد ہو گیا- ھوازن قبیلہ کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا- یمن اور یمامہ سے نبی اکرم ﷺ کے مقرر کردہ والیان اور عمال کو باغیوں نے نکال دیا- حضرت ابو بکرؓ نے (حضور ﷺ کی وفات کے بعد) سفراء اور خط و کتابت کے ذریعہ بات چیت کر کے ان باغیوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور اسامہ کی زیر نگرانی باہر گئے ہوئے لشکر کی واپسی کا انتظار کیا مگر باغیوں نے مدینہ پر حملہ کے لئے مدینہ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی- مدینہ کے قریب پہنچ کر الابرق اور ذی القصہ مقام پر پڑاؤ ڈالا اور حضرت ابو بکرؓ کو پیغام بھیجا کہ ہمیں نماز بے شک پڑھوائیں مگر زکوٰۃ ادا کرنا معاف کر دیں مگر حضرت ابو بکرؓ نے اس مطالبہ کو ماننے سے انکار فرمادیا اور آپؓ نے مدینہ کے مختلف کناروں پر حضرت علیؓ، زبیرؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو پہرہ کیلئے مقرر فرمایا- اہل مدینہ مسجد میں اکٹھے ہونے لگے- باغیوں کے وفد نے واپس جاکر اپنے ساتھیوں کو بتلایا کہ مدینہ میں موجود مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے- اس پر باغیوں نے مدینہ کی اطراف پر حملہ کر دیا جس پر حضرت ابو بکرؓ مسجد میں اکٹھے ہونے والے مسلمانوں کو لے کر دشمن کے مقابلہ کے لئے اونٹوں پر نکلے- دشمن بھاگ نکلا مگر دوڑتے دوڑتے بھی اس نے مختلف ترکیبوں سے مسلمانوں کے اونٹوں کو بدکا دیا جس پر اونٹ واپس مدینہ کی طرف بے قابو ہو کر بھاگے- مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان تو نہ ہوا مگر دشمن نے مسلمانوں کو کمزور سمجھا اور اپنے باقی باغی ساتھیوں کو پیغام بھیجا کہ مسلمان کمزور ہیں، آؤ حملہ کریں- اس پر ابو بکرؓ مسلمانوں کو لے کر فجر ہوتے ہی دشمنوں کے سر پر پہنچ گئے اور ان سے جنگ کی- سورج نکلنے سے قبل ہی دشمن پسپا ہو گیا-

واپس جاکر بنو ذبیان اور عبس قبائل نے اپنے علاقہ کے نہتے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا جس پر ابو بکرؓ نے قسم کھائی کہ وہ ایک ایک مسلمان کا بدلہ لے کر رہیں گے-"

(عبد الرحمان ابن خلدون- تاریخ ابن خلدون- بیروت- دار الکتاب اللبنانی- ۱۹۸۱- جلد دوم- صفحہ ۸۵۷ تا ۸۵۹)

۴- تاریخ طبری میں مذکورہ حالات کا خلاصہ یہ ہے :

"حضورؐ کی بیماری کی خبر ہوتے ہی یہ اطلاع بھی پہنچی کہ مسیلمہ نے یمامہ پر اور اسود عنسی نے یمن پر قبضہ کر لیا ہے- طلیحہ نے بھی جلد ہی نبوت کا دعویٰ کر کے بغاوت کا علم بلند کیا اور فوج لے کر سمیراء مقام پر مسلمانوں سے لڑائی کے لئے نکلا اس کے پیچھے بہت سے عوام ہو گئے اور اس کا معاملہ خطرناک صورت اختیار کر گیا- ادھر بنو ربیعہ نے بھی بحرین کے علاقہ میں بغاوت اور ارتداد کا اعلان کیا اور کہا کہ ہم بادشاہت کو دوبارہ آل منذر میں واپس لائیں گے، اور انہوں نے منذر بن نعمان بن منذر کو اپنا بادشاہ بنا لیا- رسول اللہ ﷺ کے گورنرز کی طرف سے جلد ہی یہ رپورٹس آئیں کہ ہر علاقہ میں خاص و عام نے بغاوت کر دی ہے اور باغی، مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھا رہے ہیں-

حضرت ابو بکرؓ نے بھی باغیوں کے ساتھ شروع میں بالکل اسی طرح بات چیت جاری رکھی جس طرح رسول اللہ ﷺ سفراء کے ذریعہ باغیوں سے مذاکرات فرماتے تھے مگر عبس اور ذوبیان قبائل نے مدینہ پر لشکر کشی کر دی اور اپنے ہاں کے نہتے مسلمانوں کو بری طرح قتل کرنا شروع کر دیا- دوسرے قبائل نے بھی ایسا ہی کیا- اس پر حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھائی کہ وہ ایک ایک مسلمان کے بدلہ ایک ایک باغی کو ماریں گے بلکہ زیادہ کو ماریں گے- پھر آپ نے ایسا ہی کیا- آپ نے خالدؓ بن ولید کو پیغام بھیجا کہ تم ہر اس باغی کو جس نے کسی مسلمان کو قتل کیا، پکڑتے ہی عبرتناک طور پر قتل کر دو-"

مرتدین کی چھاؤنیاں

"رسول اللہ ﷺ نے وفات سے قبل حضرت عمرو بن العاصؓ کو جیفر (عمان) کی طرف بھجوایا تھا- وہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد واپس لوٹے تو باغیوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے مسلمان ان کے گرد جمع ہو گئے- انہوں نے بتایا کہ دبا سے لے کر مدینہ تک کے سارے راستہ میں مرتدین چھاؤنیاں ڈالے پڑے ہیں"-

اسود عنسی کے حالات

"ارتداد و بغاوت کی ابتداء نبی اکرم ﷺ ہی کے زمانہ میں اسود عنسی نے یمن کے علاقہ میں کی- مذحج قبیلہ اس کے ساتھ مل گیا اور اس کی بغاوت کا فتنہ جنگل کی آگ کی طرح پھیلنے لگا- اس کے ساتھ مل جانے والے باغیوں کی فوج میں پیادوں کے علاوہ سات سو گھڑ سوار تھے- اس نے اسلامی حکومت کے عمال کو دھمکی دی کہ اے غاصبو! ہمارا ملک ہمارے حوالے کر دو- جو مال تم نے جمع کئے ہیں وہ بے شک لے لو مگر ہماری سرزمین سے نکل جاؤ- پھر انہوں نے دو مسلمان عمال کو نکال کر ان کی جگہ عمرو بن حرم اور خالد بن سعید کو حاکم مقرر کر دیا- بعد ازاں اسود اپنی فوج لے کر صنعاء پر حملہ آور ہوا اور رسول اکرم ﷺ کے مقرر کردہ عامل شہر بن باذان کو قتل کر کے صنعاء پر قابض ہو گیا، اور دوسرے مسلمانوں کو قتل کیا- حضرت معاذؓ بن جبل نے بھاگ کر جان بچائی، اور مأرب پہنچ کر حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ کو صورتحال سے باخبر کیا- یہ دونوں حضر موت کی طرف آگئے اور یوں سارا ملکِ یمن، اسود کے قبضہ میں آگیا- اس کی حکومت وہاں قائم ہو گئی اور اس کی طاقت بڑھتی گئی- آخرکار یمامہ میں ایک معرکہ میں مسلمانوں نے اسے واصلِ جہنم کیا"-

طلیحہ بن خویلد کے حالات

طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور باغیوں کو ساتھ لے کر سمیراء مقام پر مورچہ بند ہوا- اس کے پیچھے اتنے لوگ آئے کہ ان کے لئے جگہ کم ہو گئی- انہوں نے دو ٹولیوں میں بٹ کر اپنے وفد مدینہ بھیجے- حضرت ابو بکرؓ نے طلیحہ کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا- اس وفد نے جاکر اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے چلو ان پر حملہ کریں-

حضرت ابو بکرؓ نے ان سے مذاکرات کے بعد مدینہ کی اطراف میں پہرہ کے لئے چھوٹے چھوٹے دستے مقرر فرما

دیئے، اور مسلمانوں سے کہا کہ سارے ملک میں ارتداد اور بغاوت کی وباء پھیلی ہوئی ہے، اور مرتدین کے وفد نے ہماری تھوڑی تعداد کا اندازہ کر لیا ہے- اب کوئی پتہ نہیں کہ وہ رات ہی تم پر حملہ کر دیتے ہیں یا دن چڑھنے کا انتظار کرتے ہیں اس لئے پورے طور پر تیار کرو-

ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ باغیوں کے لشکر نے رات کے وقت مدینہ پر ہلہ بول دیا- حضرت ابو بکرؓ مسلمانوں کو لے کر مقابلہ پر نکلے اور دشمن کو پسپا کر دیا-

مسیلمہ کذاب کے حالات

"اس کے ساتھ قبیلہ بنو حنیفہ کی اکثریت مل گئی- اس نے یمامہ پر قبضہ کر کے وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ گورنر حضرت ثمامہؓ بن اثال کو نکال دیا- اس نے بڑی قوت پکڑ لی- سجاح نامی مدعیہ نبوت اس سے لڑنے کے لئے نکلی- یہ اس سے ڈر گیا اور اس کے ساتھ مصالحت کر کے ان الفاظ میں اسے مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکسانے لگا-

اگر قریش (مسلمان) عدل سے کام لیتے تو نصف ملک خود رکھتے اور نصف ہمارے حوالے کرتے، مگر انہوں نے ہمارے ساتھ ظلم کیا ہے- کیا تم میرے ساتھ شادی کرو گی تا ہم دونوں مل کر اپنے قبیلوں کو لے کر سارے عرب قبائل کو نگل جائیں-

چنانچہ وہ سجاح سے شادی کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کو نکلا- اس کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی- حضرت خالدؓ بن ولید نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی"- (محمد بن جریر الطبری- تاریخ الطبری- مصر- دار المعارف- ۱۹۶۲ء- جزء ثالث- حالات ۱۱ھ- صفحہ ۱۸۵ تا ۲۸۱)

(۵) اسی طرح تاریخ الخمیس میں بھی مذکور ہے: مسیلمہ کذاب کے ساتھ بنو حنیفہ کی اکثریت ہو گئی- وہ یمامہ پر قابض ہو گیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے گورنر ثمامہؓ کو نکال باہر کیا- انہوں نے رسول اللہ کی خدمت میں پیغام بھجوایا- جب رسولؐ اللہ فوت ہو گئے تو انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کو اطلاع کی جس پر آپؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ مسیلمہ کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا- (حسین بن محمد الدیار بکری- تاریخ الخمیس- بیروت- مؤسسہ شیعان- جزء ثانی- حالات سن ۱۱ ہجری صفحہ ۱۶۰)-

پس صحابہؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے قبیلہ بنو حنیفہ کے خلاف محض ارتداد کی بناء پر جنگ نہیں کی بلکہ بغاوت کے جرم کی وجہ سے جنگ کی تھی کیونکہ مسیلمہ باغی تھا اور مسلمانوں کے خلاف اس نے لشکر کشی کی تھی-

(۶) پھر علامہ عینیؒ شارح صحیح البخاری لکھتے ہیں:

"انّما قاتل ابو بکر رضی اللہ عنہ ما نعی الزکاۃ، لانّھم امتنعوا بالسّیف، و نصبوا الحرب للامّة"- (علامہ محمود بن احمد العینی- عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری- مصر- طبع اول- شرکۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی- ۱۹۷۲- جزء ۱۹- کتاب: استقابتہ المرتدین و المعاندین و قتالھم- باب: قتل من ابی قبول الفرائض و ما نسبوا الی الردۃ-

یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں سے صرف اس لئے قتال کیا کہ انہوں نے تلوار کے ذریعہ سے زکوٰۃ روکی اور مسلمانوں کے خلاف جنگ برپا کی-

عجیب بات

علاوہ ازیں تاریخ الطبری اور تاریخ ابن خلدون میں یہ بھی مذکور ہے کہ:

"کہ جنگ کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو باغیوں پر فتح حاصل ہو گئی تو ان میں سے بعض کو قید بھی کیا گیا- غلام بھی بنایا گیا"- (تاریخ الطبری- جزء ثالث- سن ۱۱ ہجری کے حالات- صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۳؛ تاریخ ابن خلدون- جلد دوم- صفحہ ۸۶۴ تا ۸۶۵)

اگر مرتد کی سزا قتل تھی اور یہی وجہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی لشکر کشی کی تھی اور اگر اسلام توبہ کے باوجود بھی مرتد کے لئے قتل کے سوا اور کوئی سزا تجویز نہیں کرتا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس وقت یہ بات کیوں بھول گئی؟ کیا حق تھا ان کو کہ شریعت اسلامیہ کے اس واضح حکم کی خلاف ورزی کرتے کہ جن کے بارہ میں خدا کہتا ہے کہ لازماً تم نے ان کو قتل کرنا ہے اور تین دن سے زیادہ مہلت نہیں دینی، انہیں اس جرم میں پکڑنے کے باوجود، قابو میں کر لینے کے باوجود، قتل نہیں کیا بلکہ غلام بنالیا!!!

ایک مرتدہ کا قتل

مولانا مودودی نے ام قرفہ نامی مرتدہ کا ذکر بھی کیا ہے اور کہا ہے کہ:

"حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں ایک عورت جس کا نام ام قرفہ تھا، اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئی- حضرت ابو بکر نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا مگر اس نے توبہ نہ کی- حضرت ابو بکر نے اسے قتل کرا دیا- دار قطنی- بیہقی"- (ارتداد کی سزا اسلامی قانون میں- صفحہ ۱۸)

اور تاثر یہ دیا ہے کہ محض ارتداد کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا تھا حالانکہ جو واقعہ بیان ہوا ہے اس میں اس کا کوئی ذکر نہیں کہ محض ارتداد کی بناء پر اسے قتل کیا گیا ہو- مگر وہ اسی بات پر مصر ہیں کہ ام قرفہ بھی اسی سلسلہ نسب کی ایک کڑی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ:

"ام قرفة کانٗ لھا ثلاثون ابناً، و کانت نحرّضھم علی قتال المسلمین، و فی قتلھا کسر شوکتھم"- (شمس الدین السرخسی- المبسوط- طبع دوم- بیروت- دار المعرفة للطباعة و النشر- جزء دھم- صفحہ ۱۱۰)

اس عورت کے قتل کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ اس کے تیس بیٹے تھے اور وہ ان تیس کے تیس بیٹوں کو ہر وقت مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تحریک کرتی رہتی تھی، ابھارتی رہتی تھی- چنانچہ اس کے بیٹوں کی شوکت کو توڑنے کے لئے ان کی ماں کو قتل کروایا گیا کہ اگر یہ ماں اپنے بیٹوں کو اکساتی ہے اور اگر ان میں اتنی ہی طاقت ہے تو ہم ان کی ماں کو اس جرم میں قتل کرتے ہیں، ان میں طاقت ہے تو روک کے دیکھ لیں اور اپنی ماں کو بچالیں...... اور ان تیس کو قتل نہیں کروایا جو جنگ کا ذریعہ بنائے گئے تھے- یہ اس لئے کہ تا اگر ایک کے قتل سے شر رک سکتا ہے تو ایک ہی قتل ہو-

یہ تھی شان صدیقی اور یہ تھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی تربیت، جس سے کتنے بد اور کتنے غلط نتائج نکالے جا رہے ہیں-

عہد فاروقی کی روایت

اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کے حالات پر آجائیں- مولانا مودودی نے اس دور کی جو حدیث پیش کی ہے، وہ یہ ہے:

"عمروؓ بن عاص حاکم مصر نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ ایک شخص اسلام لایا تھا، پھر کافر ہو گیا- پھر اسلام لایا، پھر کافر ہو گیا- یہ فعل وہ کئی مرتبہ کر چکا ہے- اب اس کا اسلام قبول کیا جائے یا نہیں؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ اس سے اسلام قبول کرتا ہے تم بھی کئے جاؤ- اس کے سامنے اسلام پیش کرو- مان لے تو چھوڑ دو، ورنہ گردن مار دو- کنز العمال"- (ارتداد کی سزا اسلامی قانون میں صفحہ ۱۸)-

یہ جو آخری ٹکڑا ہے "گردن مار دو" والا، اس سے استنباط کر رہے ہیں کہ دیکھو! مرتد کی سزا قتل تھی اس لئے آپ نے یہ فرمایا تھا-

اگر مرتد کی سزا قتل کا حکم تھا تو حضرت عمرؓ جیسے شدت رکھنے والے خلیفہ کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ جواب دیتے جو آپ نے دیا- سختی سے آپ سرزنش فرماتے کہ تم کون ہوتے ہو اس ارتداد کے بعد اسے دوبارہ موقعہ دینے والے کہ دوبارہ اسلام قبول کرے- اور ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، بارہا ایسا کر چکا ہے اور پھر بھی تم باز نہیں آئے- پھر بھی تم نے اسے قتل نہیں کیا؟...... فرمایا جتنی بار اللہ نے اسے اجازت دی ہے، دیتے چلے جاؤ- یعنی جتنی دفعہ بھی وہ تمہارے قابو میں آئے اور کہہ دے کہ میں اسلام لے آیا ہوں، تم پر فرض ہو جائے گا کہ اسے چھوڑ دو- پھر اس پر تمہیں ہرگز کوئی اختیار نہیں رہتا-

یہاں عمر رضی اللہ عنہ کا ایک استنباط ہے اور یہ استنباط بھی ان علماء کو دوسرے مسلمانوں کی جانوں پر کوئی حق عطا نہیں کرتا- وجہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ جب کہہ دے: میں مسلمان ہو گیا، باوجود اس پس منظر کے کہ وہ ہر دفعہ مرتد ہو جاتا ہے، جتنی بار بھی کہے تم اس کو چھوڑتے چلے جاؤ- اس کا فیصلہ اسی پر رکھا ہے- اس کے اس قول کو، ان سب باتوں کے باوجود، قابل اعتماد قرار دیا ہے- اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت عمر نے ان کو یہ کہا تھا کہ چونکہ اس کا جھوٹ ثابت ہو گیا ہے، چونکہ اس کی بدعہدی ثابت ہو گئی ہے، اس لئے اب کی بار چاہے وہ کہے بھی کہ میں مسلمان ہوتا ہوں، تب بھی تم نے اس کی بات نہیں ماننی-

اس لئے اس حدیث سے قتل مرتد کا جواز اور یہ جواب کہ توبہ کرے بھی تو اس کو معاف نہیں کرنا، اور جب بھی کوئی ارتداد کرے اسی وقت اسے قتل کر دو، کہاں سے نکل آیا؟

صحتِ روایات جانچنے کا پیمانہ

دوسرے وہ اصول اپنی جگہ قائم ہے، ہرگز اس پر کوئی اثر نہیں پڑا کہ جو حدیثیں یا آثار (اور یہ حدیث آثار میں سے ہے- کیونکہ حضرت عمر کا اپنا ایک استنباط ہے)- اگر حضرت عمر کا استنباط ہو یا تمام صحابہ کا بھی (نعوذ باللہ من ذلک) جو آنحضرت ﷺ کی سنت مستمرہ کے خلاف ہو اور قرآن کی واضح آیات کے خلاف ہو تو وہ قابل التفات نہیں- ایسی صورت میں ہم ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ یہ انکا استنباط تھا، ہم یہ کہیں گے کہ جھوٹ بولتا ہے جو یہ بات حضرت عمر یا دیگر صحابہ کی طرف منسوب کرتا ہے- ظالم ہے وہ شخص، کیونکہ ناممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پروردہ یہ بزرگ آنحضرت ﷺ کی سنت کو نظر انداز کر چکے ہوں- اس لئے ایسی حدیثیں پایہ اعتبار سے گر جاتی ہیں- یہ مطلب نہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کی بات نہیں مانتے- مراد یہ ہے کہ چونکہ واضح طور پر یہ حدیث یا اثر قرآن و سنت سے ٹکرا رہا ہے، اس لئے راوی غلط ہے- کسی کو یا غلط فہمی ہوئی ہے یا کسی نے جھوٹ بولا ہے-

مرتد لڑائی کرنے والا تھا

دوسری بات یہ ہے کہ اس شخص کے متعلق یہ وضاحت ملتی ہے کہ وہ حالت جنگ میں پکڑا گیا تھا اور یہاں ایک اور استدلال ہے، وہ شخص جو حالت جنگ میں پکڑا جائے اور حاکم وقت یا فاتح جرنیل نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ ہم اسے قتل کریں گے کیونکہ اس نے ہم سے جنگ کی ہے اور ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے (حاکم وقت یا فاتح جرنیل کو یہ قانونی حق حاصل ہے! معاف کرنے کا بھی یا قتل کر دینے کا)- اب اگر وہ گرفتار شدہ شخص جان بچانے کے لئے اسلام قبول کر لے، تو پھر جس وقت بھی وہ اسلام سے پھرتا ہے وہ اپنے آپ کو گویا قتل کے لئے پیش کر دیتا ہے- کیونکہ صاف پتہ چلے گا کہ قتل کا فیصلہ جو جائز تھا، اس کی تلوار بہر حال لٹکی رہے گی- دھوکہ دے کر جائز فیصلے سے بچنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی- یہ ایک اور مضمون ہے اس کا ارتداد کے ساتھ بالکل کوئی تعلق ہی نہیں ہے-

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

واقفین نو کے بارے میں

حضور انور ایدہ اللہ کے ارشادات

☆ آئندہ صدی کی تیاری کے سلسلے میں ایک بہت ہی اہم تیاری کا تعلق واقفین نو سے ہے۔

☆ اگر ہم واقفین نو کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔

☆ والدین کو چاہئے کہ واقفین نو بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں

☆ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اب ہمیں آئندہ ان واقفین نو کی تربیت کرنی ہے۔

☆ ہر واقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن ہی سے اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے

☆ بچپن ہی سے واقفین نو بچوں کو قانع بنانا چاہئے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہئے۔

☆ دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک واقفین نو بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔

☆ بچپن سے واقفین نو کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہئے۔

☆ خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا، یہ دونوں صفات واقفین نو بچوں میں بہت ضروری ہیں۔

☆ اپنے (واقفین نو کے) گھر میں اچھے مزاح کو جاری کریں، قائم کریں۔۔

(وکیل وقف نو،)

مکرم فضل الٰہی خان صاحب مرحوم درویش قادیان کے حالات زندگی

مکرم فضل الٰہی خان صاحب مرحوم درویش قادیان کے حالات زندگی مرتب کرنے کا ارادہ ہے۔ اگر آپ مرحوم کے حالات یا کوئی اہم واقعہ جانتے ہوں تو اس پتہ پر ارسال کریں۔

Basheer Elahi Khan
Mohalla- Ahmadiyya Qadian
Distt- Gurdaspur, Punjab .
(INDIA)
OR
Mr. Inam Ashar
Julius Brecht S.T.R 8
60433 Frankfurt / M.50
(Germany)

خطبہ جمعہ

یہ زمانہ توحید پر زور دینے کا ہے، توحید الٰہی کو اپنے اخلاق میں جاری کریں تو پھر کلام پُر اثر ہوگا

آج ہمیں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو زمانے کی روش بدل دیں، زمانے کے حالات کو تبدیل کر دیں، موت سے زندگی نکال کر دکھائیں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۹ر اگست ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۹ر ظہور ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام نن سپیٹ (ہالینڈ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

اشهد ان لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

الحمدللہ کہ میرا مغربی جرمنی اور مشرقی جرمنی کا سفر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر پہلو سے کامیاب رہا۔ بہت سے تجارب مجھے ہوئے، بہت سے تجارب جماعت کو ہوئے اور کثرت سے ایسے دوست جن کو احمدیت کے متعلق کوئی معمولی تعارف بھی نہیں تھا، یعنی تھا تو ایسا کہ نہ ہونے کے برابر، ان سے بھی رابطے ہوئے ان کے ذریعے نئی قوموں میں داخلے کے سامان ہوئے۔ مثلاً چیچنیا روس کا (یو۔ایس۔ایس۔آر کا) ایک ایسا حصہ ہے جہاں کے مسلمان بہت ملی غیرت رکھتے ہیں اور ہمیشہ سے ان کا یہی طریق چلا آیا ہے کہ کسی بھی حکومت میں اسلام کے خلاف قدروں کو برداشت نہیں کرتے اور آزادی کا رجحان پایا جاتا ہے۔ بہت بہادر قوم ہے، غیر معمولی قربانیاں دینے والے لوگ ہیں ملت اسلامیہ سے محبت تو ہے لیکن بدقسمتی سے اسلام کی حقیقت سے ناآشنا ہیں اور یہی بدقسمتی بہت سی ہم نے بوسنیا میں بھی دیکھی اور البانین لوگوں مین بھی پائی گئی کہ اکثر اسلام کی محبت ملت کی حد تک رکھتے ہیں جسے نیشنل ازم کہتے ہیں، اسلام ایک نیشنلزم کہہ سکتے ہیں۔ مگر دین کی محبت اور اس کے مطابق اپنی قدروں کو ڈھالنا اور تبدیلیاں پیدا کرنا اس کی طرف ان کے خوجوں اور ان کے مذہبی راہنماؤں نے کبھی ان کو توجہ ہی نہ دلائی۔ اس بناء پر میں سمجھتا ہوں میرے اس سفر کو خاص اہمیت اس لئے حاصل ہے کہ ان نئی قوموں کو مذہب کی حقیقت بتانے کا موقع ملا اور ان کی طرف سے جو رد عمل تھا وہ بہت غیر معمولی طور پر مخلصانہ رہا۔ چیچنین سے گفتگو کے دوران شروع میں تو وہ لوگ وہی پرانے رسم و رواج کو ہی مذہب سمجھے بیٹھے تھے اور رفتہ رفتہ جب بات آگے بڑھتی گئی تو حیرت انگیز طور پر انہوں نے اپنے اندر تبدیلیاں شروع کیں اور ان کو یہ یقین ہو گیا کہ اسلام کے جس نام پر ان کو بعض رسمیں سکھائی گئی ہیں وہ اسلام کی حقیقت نہیں ہے۔ چنانچہ مجھ سے پھر ایسے سوال شروع کر دیئے جس کے نتیجے میں صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اب ان کو اسلام مذہب میں دلچسپی ہے، اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے میں دلچسپی ہے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ایک ایسا چھوٹا سا گروہ وہاں پیچھے چھوڑ کے آیا ہوں جن کے آگے چیچنیا میں رابطے ہوں گے اور امید رکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک نئی قوم کی طرف ہمارا تبلیغ کا دروازہ کھل جائے گا۔

تو اس پہلو سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ بہت مفید اور کار آمد سفر رہا۔ بوسنین میں بھی اگرچہ پہلے احمدیت داخل تو تھی مگر اجنبیت سی بھی پائی جاتی تھی۔ اس دفعہ جو بوسنینز ملے ہیں ان میں بہت نمایاں تبدیلی ہے ان میں بعض کی تو فدائیت کا یہ عالم تھا کہ پاکستان کے پیدا ہونے والے مخلصین بھی ان سے لگا نہیں کھا سکتے۔ وہ اپنے عشق میں، محبت میں اللہ کے فضل کے ساتھ اب بہت بڑھ رہے ہیں تو یہ سارے امور ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر اگرچہ اپنی ذات میں بہت سی مشکلات بھی رکھتا ہے، کئی ذہنی اور عملاً بوجھ پڑتے ہیں انسان کے اوپر مگر جماعت کی بقاء کے لئے ہے ضروری۔

پھر خاندانی طور پر جو لوگوں کو ملنے کا موقع ملا ہے بڑے چھوٹے، عورتیں مرد اس کا ایک اپنا سا فائدہ ہے ان کو قریب سے دیکھ کر ان کی اخلاقی حالت کا علم ہو جاتا ہے جو دور بیٹھے دکھائی نہیں دے سکتیں۔ قریب سے دیکھو، ان سے ملو تو ان کی حرکتوں کے اوپر خواہ مجھے تبصرہ نہ بھی کرنا ہو اخلاق کی وجہ سے، مگر حرکتیں دکھا دیتی ہیں کہ ہم کیا ہیں، ہمیں کس طرح پروان چڑھایا گیا۔ کیا کیا بدعادات ہماری جو ہم پاکستان سے لے کے چلے تھے ابھی تک موجود ہیں اور کن پہلوؤں سے ہمیں مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ ساری باتیں از خود دل پہ منعکس ہوتی ہیں، پوچھنا نہیں پڑتا اور پھر اس دوران چھوٹی چھوٹی باتوں کے ذریعے ان کو توجہ دلانی پڑتی ہے۔ اور عموماً میں نے دیکھا ہے کہ بچے خصوصیت کے ساتھ اور جوان بچیاں بھی جلد اثر قبول کرتی ہیں اور اس پہلو سے بھی یہ دورہ انشاء اللہ میں امید رکھتا ہوں کہ ایسے باقی پاکیزہ اثرات چھوڑے گا کہ جو آگے ان کے کام آئیں گے اور اس دورے میں جو دلوں میں تحریک پیدا ہوئی ہے وہ انشاء اللہ آگے بڑھے گی۔

اس دورے کے آخری حصے میں مجھے بلجیئم بھی جانا ہے لیکن اس سے پہلے میں ہالینڈ کا ذکر کرتا ہوں جہاں سے یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ اس دفعہ ہالینڈ کی جماعت کے لئے شاید یہ شکوے کا موقع ہو کہ ان کو کھلے طور پر یہاں آنے کی اجازت نہیں تھی یعنی دعوت نہیں دی گئی تھی۔ سمجھایا گیا تھا کہ یہ دورہ، ہالینڈ کا دورہ خالصۃً اردو کلاس کی دیکھ بھال کے لئے ہے اور اس معاملے میں جن ہالینڈ کے کارکنوں اور کارکنات کو معین طور پر کہا جائے صرف وہی خدمت کریں ورنہ اس سے پہلے تو جماعت کو کسی بلاوے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ہمیشہ جب بھی میں آتا تھا مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد یہاں اکٹھے بیٹھتے تھے اور سوال و جواب کی مجالس چلتی تھیں اور آنا جانا ایک ہجوم سا چلا رہتا تھا ایک تانتا بندھا رہتا تھا ہر خاندان کا یا اکثر ان کا جو ملنے کی خواہش رکھتے ہوں اور آ بھی سکتے ہوں۔ بہت سے ایسے بھی تھے جو آ نہیں سکتے تھے کیونکہ قوانین کی مجبوریاں ہیں اب بھی ایسے ہوں گے مگر یہ سفر بالکل مختلف نوعیت کا تھا۔ چنانچہ اکثر مانوس چہرے اور خاندان، ان کے بچے وہ اس دفعہ اس احترام میں یہاں نہیں تشریف لائے کہ ہمارے اردو کلاس کے لئے جو پروگرام ہیں ان میں مخل نہ ہوں اور یہ ان کی قربانی تھی۔ لیکن جنہوں نے اردو کلاس میں یعنی اردو کلاس کو یہاں کامیاب بنانے میں حصہ لیا ہے ان کی اور بھی بڑی قربانی ہے کیونکہ تعداد میں اگرچہ بہت زیادہ نہیں تھے مگر دن رات محنت کی ہے۔ امیر صاحب، ان کی بیگم، صدر خدام الاحمدیہ، ان کی بیگم، لجنہ اماء اللہ کی صدر اور حمید صاحب اور ان کی بیگم، یہ تو چند نام ہیں جو میں لے رہا ہوں ورنہ بہت سے نام ایسے ہیں جن کو لئے بغیر میرا ذہن شناخت کرتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ انہوں نے بہت زیادہ محنت کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزاء دے۔ جہاں تک ان کی محنت کا تعلق ہے اس کی جزاء تو خدا ہی دے سکتا ہے مگر جہاں تک اردو کلاس کا ان لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا اور پھرنا ہے یہ بھی خود ان کی محنت کی ایک جزاء تھی۔ اور جتنے کارکن تھے ان میں سے ہر ایک خوشی محسوس کر رہا تھا کہ ہمیں موقع ملا اور ہمارے بچوں کو اس کلاس میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ اور یہ نن سپیٹ کا علاقہ سارا اردو کلاس کے نتیجے میں یوں لگتا تھا جیسے ایک غیر معمولی تقریب منائی جا رہی ہے۔ سارا شہر ان بچوں اور بڑی بڑی لڑکیوں کو برقع پہنے سائیکل چلاتے دیکھ رہا تھا اور غیر معمولی طور پر وہ دلچسپی لیتے رہے اور اثر قبول کرتے رہے

جن کی بعض اطلاعات تو معین ہمیں مل گئیں مگر بعض اطلاعات تاثرات کے طور پر چہروں پہ دکھائی دیتی ہیں مگر لفظوں میں نہیں ڈھالی جاسکتیں۔ مگر جنہوں نے بھی اپنا تبصرہ کیا ہے وہ غیر معمولی طور پر محبت کا تبصرہ کیا ہے یہاں تک کہ بس کے ڈرائیور صاحب جو ساتھ لے کے آئے تھے انہوں نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ کوئی ایسا گروہ دیکھا ہے جو اس طرح بس کے اندر بھی اور باہر بھی اللہ کا نام بلند کرتا رہے "لآ اِلٰہ" کے نغمے پڑھتا رہے اور ان کی طرز عمل، ان کے اخلاق دیکھ کر بعض ہمارے سفر کرنے والوں سے انہوں نے بہت محبت سے ذکر کیا ہے کہ میں **غیر معمولی طور پر متاثر ہوں۔**

یہ دراصل اخلاق ہی کا کھیل ہے۔ ان کے اخلاق نے آپ کو متاثر کیا، آپ کے اخلاق نے ان کو متاثر کیا اور دونوں ایک دوسرے کے لئے سہارا بنتے ہیں۔ خُلق، خُلق کو ایک حوصلہ دلاتا ہے اور بڑھانے کی ترغیب دیتا ہے۔ چنانچہ جیسے قصاب کی چھریاں جب آپس میں چلتی ہیں تو تیز ہوتی ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ انسان کے اخلاق بھی ایک دوسرے سے مل کر کند نہیں ہوتے بلکہ تیز ہوتے ہیں اور بہت سی باتیں انسان سیکھتا ہے، بہت سی باتیں سکھاتا ہے۔ اگرچہ سب اردو کلاس پوری طرح یہاں نہیں آسکی مگر جتنی بھی آئی انہوں نے ہالینڈ کی بہت سی پیاری، باقی رہنے والی یادیں جمع کرلی ہیں اور اکثر نے یہ کہا ہے کہ ہم ساری زندگی یہ سفر نہیں بھولیں گے۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہاں کی وادیاں "لآ اِلٰہ الاّ اللہ" سے گونجتی رہیں۔ ان کے نغمات کا ہمیشہ خلاصہ یہی "لآ اِلٰہ الاّ اللہ" ہی رہا اور جب بھی کوئی دوسرے نغمے بھی سناتے تو آخر اسی پہ تان ٹوٹتی تھی۔ مختلف زبانوں میں، مختلف لے پہ، مختلف انداز میں یہ سارا علاقہ **"لآ اِلٰہ الاّ اللہ"** سے گونجتا رہا جو معنی خیز تھا، محض نغمہ نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلنے والا توحید کا ایک اعلان تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اعلان کو اب صرف نغمات میں نہیں بلکہ عمل کی صورت میں ڈھالنے کے لئے ہالینڈ کی جماعت پر ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہالینڈ کی جماعت نے جو نغمے سنے ہیں ان نغموں کو ہالینڈ کے لوگوں کے خون میں رسانے بسانے کی ضرورت ہے تاکہ ان کی رگوں میں، ان کی خون کی گردش میں "لآ اِلٰہ الاّ اللہ" کا ورد شروع ہو جائے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی طرف بلانا مشکل نہیں ہے۔

مختلف سوال و جواب کی مجالس میں میں نے دیکھا ہے کہ جب بھی توحید کی بات کی جائے تو مشرکین بھی سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ بعض مجالس میں بڑے بڑے عیسائی پادری بھی آئے ہوئے تھے یعنی بڑے بڑے سے مراد یہ ہے کہ اپنے ذہن میں یہ تاثر لے کر کہ ہم اپنے مؤقف پر سخت ہیں اور اس مؤقف کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا، یہ خیال رکھتے ہوئے آئے کہ وہ خود بھی توحید کے علمبردار ہیں حالانکہ عیسائیت کی موجودہ شکل میں توحید کا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ لیکن سوال جواب کی مجالس میں جب اسلام کی توحید کا پرچار ہو تا رہا ہے تو ان کی زبانیں گنگ تھیں، ان کے پاس کہنے کے لئے کچھ بھی نہیں رہا۔ تو اس لئے میں تجربے سے آپ کو بتا رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ **آپ توحید پر زور دیں اور یہ زمانہ ہی توحید پر زور دینے کا ہے اور توحید الٰہی کو اپنے اخلاق میں جاری کریں تو پھر یہ کلام پُر اثر ہوگا۔** اگر اخلاق میں توحید نہ ہو، اگر دل بٹے ہوئے ہوں جماعتوں کے، اگر ان کے قول اور فعل میں ایک توحید کا رنگ نہ جما ہوا ہو، جو کہیں وہی کرتے بھی ہوں، اگر ایسا نہ ہو تو پھر توحید کا کلام اور توحید کی دعوت دینا ایک قسم کا ایک بے کار مشغلہ ہو جائے گا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ سب لوگ میرے گزشتہ خطبات میں چونکہ ہمیشہ اسی پر زور رہا ہے اس مضمون کو تو یقیناً سمجھ چکے ہوں گے اور اب اس مضمون کو اپنی ذات میں جاری کرنے کا وقت ہے۔

اور اس پہلو سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ ایسے ملفوظات یا تحریرات ہیں جن میں جماعت کو توبہ کی حقیقت اور خدائے واحد و یگانہ کی طرف لوٹنے کی حقیقت کا ایسے عارفانہ رنگ میں بیان ہے کہ انسان توحید کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے، خدا کے خوف کو سمجھنے کے لئے بیعت کے ذریعے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان کلمات کا محتاج ہے۔ ان کلمات کے بغیر جو ایک عارف باللہ کا کلام ہے حقیقت میں ان مضامین کو ہم گہرائی میں نہیں سمجھ سکتے۔ نام میں تو سمجھتے ہیں مگر اس نام کے پیچھے کیا چیزیں پوشیدہ ہیں، کیا حکمتیں ہیں، ان باتوں کو سمجھنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اب میں براہ راست حضرت اقدسؑ کا کلام آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بہت سی ایسی باتیں جو ہم سرسری نظر سے دیکھتے ہیں لیکن ان کو آپؑ نے بہت گہرائی کی نظر سے دیکھا ہے اور ایسے سادہ لفظوں میں ان کو بیان فرمایا ہے کہ کوئی احمدی جو خواہ علم کی کسی سطح پر ہو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ٹھہر کر پوری توجہ کے ساتھ ان تحریرات کو بار بار پڑھے اور ان کے مضمون میں اترنے کی کوشش کرے۔

(اس موقعہ پر حضور نے لاؤڈ سپیکر کے نظام میں خرابی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:)

یہ جو لاؤڈ سپیکر ہے اس میں ذرا سا میں مونہہ پھیروں تو آواز ختم ہو جاتی ہے ایسا رکھنا چاہئے کہ جب آدمی کسی طرف مونہہ کرتا ہے کبھی ادھر مونہہ کرتا ہے تو آواز کے لیول میں، جس حد تک وہ آواز مناسب ہے اس میں کمی نہ آئے۔ نہ ضرورت سے زیادہ اونچی ہو۔ ورنہ وڈیوز میں جب ہم دنیا کو دکھاتے ہیں تو دیکھنے والوں کو بہت عجیب لگتا ہے کبھی اونچی آواز ہو گئی، کبھی نیچی آواز ہو گئی۔ اب یا تو میں بالکل سامنے یہیں بولتا رہوں اور یا عادت کے مطابق جب حرکت کروں تو پھر یہ آواز ڈوب جائے گی۔ بہر حال میں کوشش کرتا ہوں کہ جس حد تک بھی ممکن ہو آپ تک میں اس کلام کو صاف، کھلے لفظوں میں پہنچا سکوں۔

فرماتے ہیں: "دیکھو یاد رکھنے کا مقام ہے کہ بیعت کے چند الفاظ جو زبان سے کہتے ہو کہ میں گناہ سے پرہیز کروں گا یہی تمہارے لئے کافی نہیں ہیں اور نہ صرف ان کی تکرار سے خدا راضی ہوتا ہے" آپ چاہتے ہوں گے، اکثر احمدی چاہتے ہیں کہ ہمیشہ بیعت میں شامل ہو جائیں یہ تکرار ہے۔ فرماتے ہیں "نہ صرف ان کی تکرار سے خدا راضی ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تمہاری اس وقت قدر ہوگی جب کہ دلوں میں **تبدیلی** اور خدا تعالیٰ کا خوف ہو۔ ورنہ ادھر بیعت کی اور جب گھر میں گئے تو وہی برے خیالات اور حالات رہے تو اس سے کیا فائدہ۔ یقیناً مان لو کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوف الٰہی ہے"۔

قرآن کریم میں بار بار انبیاء کے متعلق بشیراً وّ نذیراً، بشیراً وّ نذیراً کے القاب آتے ہیں ان کا عام انسان مطلب غالباً نہیں سمجھتا۔ وہ بشیر کی حد تک تو سمجھتا ہے، نذیر سمجھتے ہیں کہ وہ غیروں کے لئے ہیں یعنی دوسری قوموں کو ڈرانے کے لئے۔ یہ غلط فہمی ہے جو آپ کے دل سے دور ہونی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ بشیر بھی تھے اور نذیر بھی اور دونوں کے لئے۔ جو آپ کو ماننے والے تھے ان کے لئے بھی آپؐ بشیر تھے اور نذیر بھی ساتھ ہی تھے۔ جو غیر قومیں تھیں ان کے لئے بھی آپؐ بشیر تھے اور نذیر بھی ساتھ ہی تھے۔ تو عموماً میں نے دیکھا ہے کہ مومن سمجھتے ہیں کہ ہم چونکہ مان گئے ہمارے لئے صرف بشیر ہیں اور جو نہ ماننے والے ہیں ان کے لئے نذیر ہیں یعنی ڈرانے والے۔ یہ بالکل غلط تاثر ہے۔ اور اس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے گناہ کی پرورش ہوتی ہے، گناہ کو حوصلہ ملتا ہے اور انسان سمجھ نہیں سکتا کہ گناہ کے مٹانے کے لئے محض بشیر نہیں بلکہ نذیر کی بشیر سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کو خدا تعالیٰ کا خوف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں "یقیناً مان لو کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوف الٰہی ہے"۔ یہ خوف الٰہی انبیاء دلاتے ہیں۔ انبیاء اگر خوف کی حقیقت سے آپ کو آگاہ نہ کریں تو آپ کو خوف الٰہی کی حقیقت کا علم نہیں ہو سکتا۔ "اگر یہ نہیں ہے تو ہرگز ممکن نہیں کہ انسان ان سب گناہوں سے بچ سکے جو کہ اسے مصری پر چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں"۔ ایک مصری کی ڈلی پہ جس طرح چیونٹیاں چمٹی ہوئی ہوتی ہیں اس طرح آپؑ نے فرمایا کہ انسان کے ساتھ گناہ چمٹے ہوئے ہیں کیونکہ انسان ان گناہوں کو مٹھاس مہیا کرتا ہے، ان کی پرورش کے لئے اپنے خون جگر کو ان کے چاٹنے کا موقع دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو گناہ خود بخود جھڑ جائیں گے۔ اگر میٹھے کی ڈلی مٹھاس چھوڑ دے تو چیونٹیاں خود بخود اس کو چھوڑ کے چلی جائیں گی۔

تو اس بات میں گہری حکمت یہ ہے کہ انسان خود گناہوں کی پرورش کرتا ہے اور گناہوں کے لئے لذت کے سامان پیدا کرتا ہے۔ بظاہر انسان اپنے لئے لذت چاہ رہا ہے مگر حقیقت میں وہ لذت گناہوں کو پہنچتی ہے اور اگر گناہوں کو لذت یابی کے سامان مہیا نہ ہوں تو گناہ آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے ان کو کوئی بھی فائدہ آپ کے ساتھ رہنے میں نہیں رہے گا۔ "مگر خوف ہی ایک شے ہے کہ حیوانات کو بھی جب ہو تو وہ کسی کا نقصان نہیں کر سکتے"۔ حیوانات کو اگر خوف ہوگا تو وہ کسی کا نقصان نہیں کر سکتے۔ "مثلاً بلی جو کہ دودھ کی بڑی حریص ہے جب اسے معلوم ہو کہ اس کے نزدیک جانے سے سزا ملتی ہے، پرندوں کو جب علم ہو کہ اگر یہ دانہ کھایا تو جال میں پھنسے اور موت آئی تو وہ اس دودھ اور دانہ کے نزدیک بھی نہیں پھٹکتے"۔

ایک روز مرہ حقیقت ہے ہر انسان اسے دیکھتا ہے مگر اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ جانور تو جانور ہے مگر اس کے باوجود اس کو اپنی جان پیاری ہے۔ اب اسے علم ہو کہ دانے کے ساتھ ایک خوف لگا ہوا ہے تو کبھی دانے پہ مونہہ نہیں مارے گا خواہ کیسی ہی بھوک ستائے۔ "پس جب کہ لایعقل حیوان بھی خوف کے ہوتے

ہوئے پرہیز کرتے ہیں تو انسان جو عقلمند ہے اسے کس قدر خوف اور پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ امر بہت ہی بدیہی ہے کہ جس موقع پر انسان کو خوف پیدا ہوتا ہے اس موقع پر وہ جرم کی جرأت ہرگز نہیں کرتا"۔

اب ہم نے دیکھا ہے بہت لوگوں کو یورپ میں عادت ہے کہ وہ Speed Limit کی پابندی نہیں کرسکتے۔ اور یہ ایک ایسا جرم ہے جو ایک عام دستور بن گیا ہے۔ اس جرم میں سب ہی شامل ہیں۔ کوئی بڈھا، کمزور جس کو تیز چلانے سے ڈر لگتا ہو وہ اس وجہ سے رکے گا۔ سپیڈ کی پابندی جو حکومت نے لگائی ہے اس وجہ سے نہیں رکتا۔ مگر سب تیز رفتار کاریں جا رہی ہیں اور اچانک سب آہستہ ہونے لگ جاتی ہیں اور کچھ آگے جا کے پتہ چلتا ہے کہ پولیس کی کار کھڑی تھی۔ دیکھو پولیس کے خوف سے ایک چھوٹا سا جرم جو روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکا ہے اس سے بھی انسان پرہیز کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جس موقع پر انسان کو خوف ہو اس موقع پہ وہ جرم کی جرأت ہرگز نہیں کرتا۔

اس مضمون کو آگے بیماریوں کے تعلق میں بھی بیان فرماتے ہیں "مثلاً طاعون زدہ گاؤں میں اگر کسی کو جانے کو کہا جائے"۔ ایسا گاؤں جس میں طاعون پھیلا ہو۔ اس زمانے میں جب طاعون پھیلا ہوا تھا سوائے احمدیوں کے کوئی طاعون زدہ گاؤں میں جانے کی جرأت نہیں کیا کرتا تھا۔ "تو کوئی بھی جرأت کر کے نہیں جاتا حتّٰی کہ اگر حکام بھی حکم دیں تو بھی ترساں اور لرزاں جائے گا"۔ یعنی حکام نے مجبور کر دیا کہ تم نے ضرور جانا ہے تو کانپتا ہوا، اپنی جان کے خوف سے لرزتا ہوا وہاں پہنچے گا۔ "اور دل پر یہ ڈر غالب ہو گا کہ کہیں مجھ کو بھی طاعون نہ ہو جاوے اور وہ کوشش کرے گا کہ مفوضہ کام کو جلد پورے کر کے وہاں سے بھاگے۔ پس گناہ پر دلیری کی وجہ بھی خدا کے خوف کا دلوں میں موجود نہ ہونا ہے۔ لیکن یہ خوف کیونکر پیدا ہو اس کے لئے معرفت الٰہی کی ضرورت ہے۔ جس قدر خدا تعالیٰ کی معرفت زیادہ ہو گی اسی قدر خوف زیادہ ہو گا۔ ہر کہ عارف تراست ترساں تر"۔ ہر وہ شخص کہ عرفان رکھنے میں زیادہ ہے وہ خوف میں بھی زیادہ ہو گا۔

یہ پہلو ہے جس کے اوپر بہت غور کی ضرورت ہے اور اس مضمون کو سمجھنا لازم ہے کیونکہ آگے جا کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ "انسان ادنیٰ کیڑوں سے بھی ڈرتا ہے جیسے پسو اور مچھر کی جب معرفت ہوتی ہے تو ہر ایک ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ خدا جو قادر مطلق اور علیم و بصیر ہے اور زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے اس کے احکام کے برخلاف کرنے میں یہ اس قدر جرأت کرتا ہے"۔ سوال یہ ہے کہ خوف الٰہی اور جانور اور بیماری کا خوف کیا یہ ایک ہی چیز ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب خوف الٰہی کی مثال دیتے ہیں تو جانوروں کی مثال دے رہے ہیں، مچھروں کی مثال دے رہے ہیں، پسو کی مثال دے رہے ہیں، بلی اور دانہ کھانے والے پرندوں کی مثال دیتے ہیں تو کیا آپ اس سے یہ سمجھے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی بھی ایسی ہی صفات ہیں جیسے بلی، بچھو، کیڑے مکوڑے اور ان سے خوف رکھنا اور خدا کا خوف رکھنا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں! ؟ اگر ہیں تو پھر ہمارا خدا اس قسم کا خدا ہے جو کبھی پسو کے طور پر دکھائی دے گا، کہیں بندروں کے طور پر، کہیں مچھروں کے طور پر۔ یہ وہ نکتہ ہے جسے میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ خوف الٰہی کی حقیقت یہاں سے کیا ظاہر ہو رہی ہے۔

حیرت کی بات ہے آپ سنیں تو شاید آپ کو تعجب ہو کہ امر واقعہ یہ ہے کہ ان جانوروں ہی میں اللہ کی معرفت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خدا کی وہ تقدیر ظاہر کر رہے ہیں جو قانون قدرت کے طور پر رائج ہے جسے ہم دیکھ سکتے ہیں۔ ایک مچھر کے یا پسو کے کاٹنے سے جو طبعی بد نتیجہ ظاہر ہو گا یہ قانون قدرت کی مطابقت میں ہے اور ہر قانون کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کچھ مضرات لگا دیئے ہیں، کچھ فوائد رکھ دیئے ہیں۔ اور وہ قوانین جن کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ وہ نقصان دہ ہوں وہ کبھی بھی نقصان پہنچانے سے باز نہیں آئیں گے۔ وہاں خدا کا کلام ہے جو بول رہا ہے اور خدا کا خوف ان معنوں میں ہے کہ خدا تعالیٰ جب قانون جاری کر دیتا ہے کہ ایک چیز سے تمہیں نقصان ہو گا تو وہ قانون لازماً کام کرتا ہے۔ اور وہ شخص جو سانپ کے مونہہ میں انگلی دے گا یا آگ میں ہاتھ ڈالے گا اگر آگ جلاتی ہے تو ذاتی فعل کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کے منشاء کے تابع جلاتی ہے۔ اگر سانپ ڈستا ہے تو خدا کے حکم کے تابع یعنی ان معنوں میں کہ اس کو ڈسنے کی جبلت عطا ہوئی ہے، اس کی خصلت میں ڈسنا رکھ دیا گیا ہے اور اس کی مجال نہیں ہے کہ اس سے انحراف کرے۔ پس قوانین قدرت سے خوف جب وہ بے رعایت اور بے دھڑک ہر نیک و بد پر اثر انداز ہوتے ہیں دراصل ان قوانین کو جاری کرنے والے کا خوف ہے۔ اور ان قوانین سے ان قوانین کے بنانے والے یعنی خدا تعالیٰ کا رعب اور دبدبہ ثابت ہوتا ہے۔ اگر غور کریں تو آپ کو قانون قدرت کی یہی حکمت سمجھ آئے گی کہ خدا نے قانون قدرت کو دو طرح کی خاصیتیں بخشیں، ایک منفی اثرات اور ایک مثبت اثرات۔ اگر انسان قانون کی منفی طاقتوں کو نظر انداز کرے تو وہ لازماً اس کو سزا دیں گی۔ یہ قوانین خود کار مشینوں کی طرح چلتے ہیں اور سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت خاصہ ان کو عمل سے روک رکھے یہ اپنے عمل میں نیک و بد میں کوئی تمیز نہیں کرتے۔ ان غالب اور مقتدر قوانین کا خوف دراصل ان کا خوف نہیں ہے بلکہ وہ قانون جاری کرنے والے کا خوف ہے جس کے قانون کے تابع ایک چھوٹے سے چھوٹا ادنیٰ کیڑا بھی اسی طرح حرکت کرے گا جیسے بڑے سے بڑا جانور اور خوفناک سے خوفناک چیز یا زلزلے یا طوفان اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ یہ اثر دکھانا خدا کے منشاء کے تابع روزمرہ دکھائی دیتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو خوف کی مثال بتاتے ہوئے دکھا دیا ہے کہ خوف کیا چیز ہے۔ خوف تو خدا کا ہے مگر ظاہر ہوا اس کی تخلیق میں سے۔ اور اس کی تخلیق کے صحیح استعمال کے ساتھ وہی چیز جو نقصان پہنچا سکتی ہے فائدہ بھی پہنچا دیتی ہے۔ اور بڑے بڑے حکماء نے جو شریر سے شریر جانور ہیں ان کے فوائد بھی گنائے ہیں اور قانون قدرت میں ایک جاری فائدہ بھی وہ دے رہے ہیں۔ اور انسان بھی جب چاہے ہر بداثر رکھنے والی چیز سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور یہ مثبت چیز بھی خدا تعالیٰ ہی کے حکم کے تابع ہے اس سے وہ چیز گریز نہیں کر سکتی۔

یہ مطلب گناہوں سے توبہ کا کہ آپ فرماتے ہیں قانون قدرت جو روحانی ہے وہ بھی اسی طرح پر قائم ہے تم یہ خیال نہیں کر سکتے کہ خدا کے بنائے ہوئے ظاہری قانون سے تم بھاگ سکتے ہو اور جب بھاگتے ہو یعنی اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہو تو خوف الٰہی ہے گویا کہ جو تم پر طاری ہو جاتا ہے لیکن وہ مادی دنیا کا خوف ہے۔ تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ وہ قادر مطلق خدا روحانی دنیا کا بھی خدا ہے اور روحانی دنیا کو بھی اس نے اسی طرح قوانین کے تابع پیدا کیا ہے۔ اور وہ قوانین اسی طرح لازماً اثر دکھاتے ہیں جس طرح دنیا کے مادی قوانین اور مادی نقصان دہ جانور، اگر آپ غلط استعمال کریں گے تو اپنا اثر دکھائیں گے۔

یہ خوف الٰہی کی حقیقت ہے جس سے اکثر دنیا ناواقف ہے۔ جانور سے ڈرتے ہیں، کتے سے ڈریں گے، بلی سے ڈریں گے، ہمارے ہاں کلاس میں ایک موٹا بچہ ہے وہ جانور کے نام سے ڈرتا ہے مگر خوف الٰہی کی وجہ سے نہیں۔ اس کے دل میں ایک خوف بیٹھ گیا ہے بس۔ مگر جانور کی یہ معرفت اس کو حاصل ہے کہ وہ نقصان بھی پہنچا سکتا ہے، اتنا پتہ ہے اور جانور کے قریب تک نہیں پھٹکتا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ اگر گناہ کی ایسی ہی حقیقت ہو جیسے موٹے بچے کو حاصل ہے تو آپ بھی اسی طرح ڈریں گے اور کانپیں گے اور تھرتھرائیں گے اگر گناہ کا نام بھی لیا جائے مگر معرفت نہیں۔ پس خوف الٰہی کی حقیقت کو سمجھیں۔

انسان یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا، گناہ ہٹ جائیں گے سب کچھ ٹھیک ہے۔ مگر سانپ کے مونہہ میں کیوں نہیں انسان ہاتھ ڈال دیتا، ایک خوفناک کتے کو کیوں نہیں بھڑکاتا کہ اس پر حملہ آور ہو۔ یہ کیوں نہیں سوچتا کہ خدا تعالیٰ معاف کر سکتا ہے معاف کر دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک طبعی قانون کی طرف اشارہ کر کے خدا کے خوف کی حقیقت آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ گناہ جب سرزد ہو وہ اسی وقت اپنا اثر دکھاتا ہے اور اس کے اثر کو آپ ٹال نہیں سکتے۔ جو بخشش کا مضمون ہے وہ بعد کا مضمون ہے۔ وہ آخرت میں جو اس کی سزائیں ملنی ہیں ان کے متعلق مضمون ہے اور اس دنیا میں بھی کسی حد تک یہ چلتا ہے۔ مگر یہ اسی طرح ہے جیسے آپ کو سانپ کے مونہہ میں انگلی ڈالنے سے نقصان تو پہنچ گیا ہو مگر ساتھ تریاق بھی مہیا ہو جائے، ساتھ شفا کا ذریعہ بھی میسر آ جائے۔ یہ ذریعہ جو ہے یہ بخشش ہے لیکن کون ہے جو روز سانپوں کے مونہہ میں انگلی دے کر مادی اطباء سے بخشش طلب کرتا رہے۔ کون ہے جو چوٹیں کھائے اور اپنا سر دیواروں سے پٹکائے اور پھر ڈاکٹر کے پاس بھاگا بھاگا جائے۔ یہ جو بعد میں ڈاکٹر کے پاس جانا ہے یہ بخشش کا مضمون ہے۔ یعنی گناہ کا بداثر ایک دفعہ تو ضرور ہو گا۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ گناہ سرزد ہو اور اس کا بداثر ظاہر نہ ہو کیونکہ قانون قدرت میں آپ نے یہی دیکھا ہے۔ مچھر کاٹے، بچھو کاٹے، سانپ کو آپ موقع دیں کہ وہ آپ پر پھن پھیلائے، ہر صورت میں آپ کو مادی قانون توڑنے سے ایک نقصان لازماً پہنچے گا۔ اس نقصان سے بچنے کے لئے مغفرت ہے۔ اور دنیا میں مغفرت طلب کرنے کا مطلب ہے اچھے طبیب کے پاس جائیں، اچھے ڈاکٹر کا دروازہ کھٹکھٹائیں لیکن بعض دفعہ تریاق عراق سے آتا ہے اور یہاں موجود ہی نہیں ہوتا اور جب تک عراق سے تریاق آئے سانپ کا ڈسا ہوا مر بھی جاتا ہے۔

اب اس دفعہ اردو کلاس میں ہمیں اس قسم کا بہت تجربہ ہوا۔ کسی بچے کو کوئی بیماری ہوئی۔ خدا تعالیٰ کا فضل رہا ہے کہ کوئی بچہ بھی ایسا نہیں جس کو چوٹیں لگی ہوں، نقصان پہنچا ہو اور اس کا ساتھ ساتھ ہومیوپیتھی کے ذریعے مغفرت کا سامان نہ کیا گیا ہو اور شدید بیماریوں میں مبتلا بچے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ یہ محض خدا کا فضل تھا جو اس نے ہم پر نازل فرمایا۔ مگر بعض بچوں کی دفعہ وہ کہتے تھے یہ

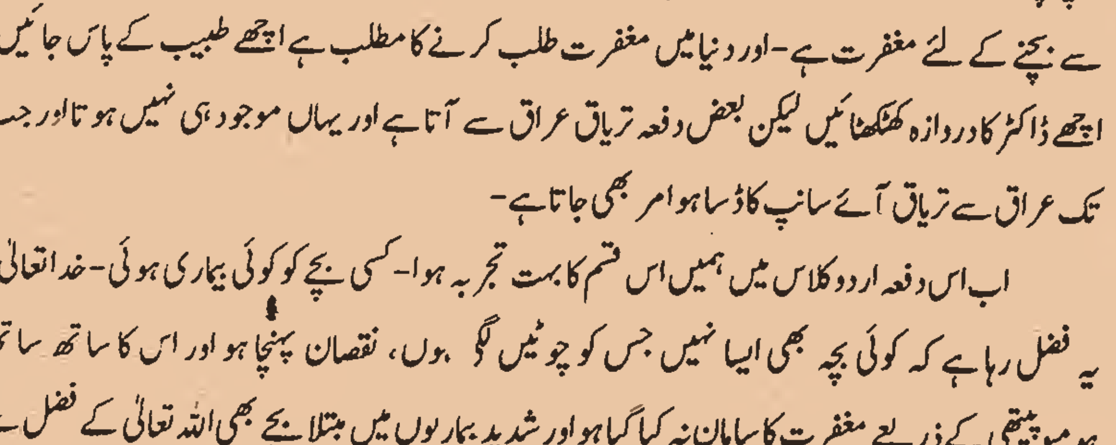

دوائی نہیں ہے۔یہ انگلینڈ سے آئے گی، فلاں جگہ سے آئے گی، تب جا کے فائدہ ہو گا اور ان کو فوری ضرورت ہوتی تھی۔ تو اس صورت میں پھر متبادل انتظام کا انسان کو علم ہونا چاہئے۔ شفا کے بھی متبادل انتظامات ہیں، اللہ تعالیٰ نے صرف ایک دوائی پر انحصار نہیں کیا۔ یہ مضمون اس کی مغفرت کے حاوی ہونے سے تعلق رکھتا ہے۔

گناہ کا صدمہ تو ہوا یا ظاہری طور پر قانون قدرت کی خلاف ورزی سے نقصان تو پہنچا مگر اس نقصان کو دور کرنے کے لئے محض ایک ذریعہ خدا نے نہیں رکھا بلکہ بہت ذرائع رکھ دیئے مگر نقصان پہنچنے کے بعد، اس کی تلافی کی خاطر۔ تو اس لئے یہ یاد رکھیں کہ جب ہم کہتے ہیں مغفرت وسیع ہے تو ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مغفرت کے نتیجے میں قانون قدرت اثر چھوڑ دے گا۔ مغفرت کی وسعت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو قانون خود بنا رکھے ہیں ان کی خلاف ورزی کرے اور کسی کی خاطر ان کو توڑ دے۔ ہرگز نہیں توڑتا۔ وہ لازم قانون ہے، سنت اللہ اسی کو کہتے ہیں۔ تمام خدا کی تقدیر خواہ وہ ظاہری ہو یا روحانی ہو وہ سنت اللہ ہے جس نے لازماً کام کرنا ہے۔ مگر پھر وہ بداثرات کو مٹانے کے لئے چونکہ غفور رحیم بھی ہے وہ انسان پہ مہربان ہوتا ہے اور ان کے بدنتائج کو کم سے کم کرنے کے لئے اس کے بہت سے ذرائع مقرر ہیں۔ ایک طب نہیں ہے جس سے فائدہ ضرور پہنچے۔ دنیا میں بہت سے طب کے نسخے ہیں، بہت سی قسم کے اطباء مختلف طب کے طریقوں سے کام لیتے ہیں ان میں ہومیوپیتھی ایک ہے۔ اگرچہ ہم اس پہ زور دیتے ہیں کہ اسی سے فائدہ اٹھاؤ مگر یہ بات جھوٹ ہے کہ اگر ہومیوپیتھی میسر نہ آئے تو گویا مغفرت کا سامان نہیں ہو سکتا۔ کوئی نہ کوئی علاج دوسرے طبی نظام میں ضرور مل جائے گا۔ ایک کی بجائے دو تین چار بعض دفعہ صدری نسخوں میں جو سینہ بہ سینہ چلے آتے ہیں آپ کو ایسا علاج مل جاتا ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے روزمرہ کے دوسرے ذریعے کام نہیں آتے۔ بعض دفعہ جب کچھ بھی میسر نہ ہو تو قانون قدرت میں مغفرت کا ایک اور قانون جاری ہو جاتا ہے اور وہ دعا ہے۔

دعا کے ذریعے، جب آپ علاج کی کوشش کریں اور میسر نہ آئے تو اللہ کی مغفرت مادی دنیا پہ بھی اسی طرح غالب ہے جس طرح روحانی دنیا پہ غالب ہے اور وہاں آخری صورت دعا کی چلتی ہے۔ چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوا ہے اس سفر میں بھی مجھے تجربہ ہوا کہ بعض بچوں کے لئے کوئی صورت ظاہری دکھائی نہیں دیتی تھی لیکن جب دعا پہ توجہ دی گئی تو اچانک وہ ہنستے کھیلتے، ٹھیک ہوتے ہوئے دکھائی دیئے اور ان کو بھی نہیں پتہ کہ کیا بات کام کر گئی ہے۔ قانون قدرت کے مطابق روحانی زندگی کو دیکھیں۔ انہی قوانین کے تابع اگر کوئی زہریلا جانور انسان کو اس کی بے احتیاطی کی وجہ سے ڈستا ہے تو بلاتردد اسے اپنی غلطی اور اس کے بدنتیجہ کا احساس ہو جاتا ہے لیکن گناہوں کا معاملہ اس سے کچھ مختلف ہے، ہر بار جب گناہ انسان کو ڈستا ہے تو اس کا فوری زہریلا اثر ہر انسان شناخت نہیں کر سکتا۔ مگر یہ جلد یا بدیر ضرور ظاہر ہوتا ہے اور یہی وہ بڑا خطرہ ہے جو انسان کو مسلسل روحانی طور پر نقصان پہنچاتا رہتا ہے۔ ایسے گناہ جو گناہ کرنے والا فوراً شناخت نہ کر سکے وہ اثر تو دکھاتے رہتے ہیں مگر ان کی تکلیف فوری طور پر ظاہر نہیں ہوتی۔ اس کے نقصانات میں سے ایک تو یہ ہے کہ گنہگار رفتہ رفتہ بدی میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور گناہ اسے مسخ کرتے چلے جاتے ہیں جیسے کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ کوڑھ کا مریض ہے مگر اس کے علم سے بے نیاز کوڑھ اس کے سارے بدن پر اثر انداز ہوتی چلی جائے گی۔ اس غفلت کا ایک طبعی نقصان یہ ہے کہ جب انسان اپنے مرض کو پہچان ہی نہ سکے تو اس کے علاج کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ یہی حال گناہوں کا ہے ان کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے علاج یعنی استغفار کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ مغفرت کی جستجو اور طلب میں غفلت ہو جاتی ہے۔ یہ تمام مضمون خوف الٰہی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ خدا کی مغفرت، اس کی بخشش اِس دنیا میں یا اُس دنیا میں نجات پانا اس سارے مضمون کی آخری تان دعا پہ ٹوٹے گی۔ جب انسان بے قرار ہو جائے اور اس کی کچھ پیش نہ جائے، یہ وہ دعا ہے جسے قرآن کریم مضطر کی دعا کہتا ہے۔ وہ خدا جو عام حالات میں خدا سے روگردان انسان کی بھی کسی نہ کسی رنگ میں مغفرت فرماتا ہے لیکن اکثر اوقات انسان اس طرف توجہ نہیں دیتا یہاں تک کہ گناہوں میں ڈوب جاتا ہے لیکن جب اس کے لئے کوئی راہ نہیں رہتی، کوئی پیش نہیں جاتی بعض دفعہ اچانک گناہوں کے بداثرات میں اس طرح گھر جاتا ہے کہ اس کے پاس علاج کوئی نہیں لیکن ایسے حالات میں وہ خدا کو پکارتا ہے اور یہاں توحید باری تعالیٰ ایک اور جلوہ دکھاتی ہے۔ خدا کے سوا کوئی بھی نہیں جو اس کی مدد کر سکے صرف خدا پہ سہارا ہو جاتا ہے اس کو توحید خالص کہتے ہیں اور توحید خالص کا جلوہ دعا کے ذریعے دکھایا جاتا ہے۔

دعا کا توحید کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے اگر دعا نہ ہو تو توحید کا آپ کو کچھ بھی علم نہیں ہو سکتا۔ توحید کو خدا نے بندوں کے ساتھ اور ذریعوں کے علاوہ دعا کے ذریعے مضبوطی سے باندھا ہے۔ پس جب آپ دعا کریں گے تو مغفرت کے سامان اور گناہوں سے بچنے کے لئے ایک اور ذریعہ ہاتھ آ جائے گا لیکن وہ دعا جو مضطر کی دعا ہو۔ مضطر اکثر انسان دنیا میں ہوتا ہے جب کشتی طوفان میں گھر جاتی ہے جب کوئی صورت نہیں رہتی، جب بیمار موت سے باتیں کر رہا ہے اس کے بچنے کے کوئی سامان نہیں اس موقع پر ہم نے ہمیشہ انسان کو مضطر دیکھا ہے۔ لیکن اسی مضمون کو اپنی روحانی زندگی پہ چلا کے دیکھیں۔ کیا کبھی آپ روحانی لحاظ سے بھی مضطر ہوئے ہیں؟ اگر نہیں تو وہ دعا پھر کون سنے گا جس میں روزمرہ آپ نے خدا سے روگردانی کی ہو اور اس کی طرف توجہ کا خیال بھی پیدا نہ ہوا ہو۔ پس وہ خدا جو مضطر کی دعا سنتا ہے وہ خدا آپ پر اس جلال کے ذریعے ظاہر ہونا چاہئے جو آپ کو مضطر کر دے۔

بعض دفعہ انسان کو گناہ کی حقیقت میں اضطرار اس وقت پیدا ہوتا ہے جب گناہ کا ایک ایسا نتیجہ نکلنے والا ہو جو دنیا کو دکھائی دے دے۔ جب تک وہ دکھائی نہ دے ان کے اندر اضطرار نہیں پیدا ہوتا۔ بعض ایسے لوگ ہیں جو ایڈز کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب ان کا نام لینا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مگر میں جانتا ہوں مجھے خط لکھنے میں وہ ظاہر کر دیتے ہیں۔ جب تک ایڈز اپنا اثر دکھا کر ان کو ننگا نہ کر دے اس وقت تک ان کے دل میں اضطرار نہیں پیدا ہوتا۔ جب یہ پتہ چل جائے کہ سارے ماحول کو اب پتہ چلے گا کہ یہ کس بیماری سے مرا ہے تو اس وقت جان نکلنے لگتی ہے اور اس وقت اضطرار پیدا ہوتا ہے۔

میں جو آپ کو بات سمجھا رہا ہوں یہ اس وقت کی بات نہیں سمجھا رہا۔ یہ مضطر ایسا ہی مضطر ہے جس کی کشتی طوفان میں پھنس جائے۔ **مگر جو گناہوں سے بچنے کا طریق ہے وہ امن کی حالت میں اضطرار کا پیدا ہونا ہے۔** ابھی گناہوں نے آپ کا گھیرا نہیں ڈالا، ابھی آپ بچ نکل بھی سکتے ہیں مگر بار بار گناہوں کی طرف مائل ہونے کی بیماری کا آپ کو احساس ہے اور خیال ہوتا ہے کہ ہم پھر دوبارہ انہی گناہوں میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔ یہ خیال ہے جو بڑھتا بڑھتا آپ کو مضطر کر سکتا ہے۔ اور اگر اس خیال سے آپ مضطر ہو جائیں کہ ہم نہیں چاہتے اور یقیناً نہیں چاہتے کہ بار بار خدا تعالیٰ کی نافرمانی کریں مگر طبعاً دوبارہ اسی طرف جھکتے ہیں اور دوبارہ انہی گناہوں کا شکار ہو جاتے ہیں تو پھر یاد رکھیں کہ آپ کے اندر سے ایک مضطر اٹھ کھڑا ہو گا اور اس کی دعا ضرور سنی جائے گی۔

ایسے مضطر کی بھی خدا دعا سنتا ہے جو اضطرار کی کیفیت دور ہونے کے بعد پھر انہی چیزوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کشتی میں سفر کر رہے ہیں اچھی اچھی پیاری پیاری ہوائیں چل رہی ہیں اچانک ہواؤں میں ہیجان پیدا ہو گیا، ایک طوفان بن گیا اور خدا کے سوا کوئی نہیں جو اس کشتی والے کو بچا سکے وہ مضطر کی دعا ہے جو سنی جاتی ہے باوجود اس علم کے کہ جب انسان خشکی میں امن کی حالت میں پہنچے گا پھر وہی کام شروع کر دے گا۔ وہ خدا جو ایسے مضطر کی دعا بھی سن لیتا ہے جو اس کے اپنے خوف کی وجہ سے یعنی پیدا کردہ چیزوں کے خوف کی وجہ سے نہیں، اس کے اپنے خوف کی وجہ سے یہ جانتے ہوئے کہ وہ مالک ہے، یہ جانتے ہوئے کہ گناہوں میں بار بار ملوث ہونا اس کے غیظ کو بھڑکا سکتا ہے جو اس کی وجہ سے مضطر ہو کے دعا کرے اس کی دعا ضرور سنی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے حالات بدلنے کے اوپر قدرت رکھتا ہے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کو رفتہ رفتہ گناہوں سے نفرت ہو جائے اور ان سے دل اٹھ جائے۔ اور جب گناہوں سے نفرت ہو جائے اور دل اٹھ جائے تو جیسے کیڑیاں اس میٹھے کو چھوڑ دیں گی جو مٹھاس نہ رکھتا ہو۔ ظاہری طور پر میٹھا ہو لیکن Coating مثلاً ایسی ہو کہ اس مٹھاس کا اثر نہ پہنچ سکے تو کیڑیاں اس سے نہیں چمٹیں گی۔ اسی طرح آپ کے گناہ، جب یہ اضطرار پیدا ہو اور اس کے نتیجے میں دعا کریں تو دعا آپ کے اندر تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ گناہوں نے تو کھینچنا ہے جب تک وہ اپنی ایک لذت رکھتے ہیں مگر خدا تعالیٰ گناہوں کی لذات سے آپ کو نجات بخش سکتا ہے۔ یہ وہ اضطرار کا مضمون ہے جسے ہر احمدی کو دلنشیں کر لینا چاہئے۔

لولاك لما خلقت الافلاك

ترجمہ۔(اے محمدؐ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

﴿منجانب﴾

محتاج دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka

Contact:-

CHOICE REAL ESTATE

327 Tipu Sultan palace Road

Fort Banglore 560002, 6707555

خوف خدا کا معنی اس طرح سمجھیں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ جانوروں میں کیا ضرر ہے اس سے کیسے بچا جاتا ہے۔نہ بچیں تو پھر مغفرت کیا معنے رکھتی ہے۔اسی مضمون کو روحانی نظام میں جاری کردیں تو آپ کو بالکل صاف دکھائی دے گا کہ یہ خوف الٰہی کس چیز کا نام ہے۔ **خوف الٰہی غالب قانون قدرت کا نام ہے۔ خوف الٰہی غالب قوانین مذہب کا نام ہے۔** ان قوانین نے لازماً اثر دکھانا ہے جب تک یہ یقین دل میں نہ بھر جائے کہ یہ قوانین اثر دکھائے بغیر نہیں رہیں گے یہ ایک لازمہ ہے ایک ایسی سنت اللہ ہے جس سے انسان لاکھ سر ٹکرائے اس سنت کو شکست نہیں دے سکتا تو وہ جان لے گا کہ خوف الٰہی کیا ہے۔قدرت الٰہی کا دوسرا نام خوف الٰہی ہے، اس کو پہچاننے کا، اس کے عرفان کا دوسرا نام خوف الٰہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "بہت ہیں گو زبان سے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹول کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان کے اندر دہریت ہے کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔بغیر اس کے یقین کامل ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔وہ اس وقت حاصل ہوگا جب کہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے۔گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو اور ساتھ ہی ساتھ دعا بھی کرتے رہو"۔

یہ دو چیزیں لازماً ضروری ہیں۔دنیا میں بھی اگر آپ جنگل کا سفر کریں تو کوشش تو کرتے ہیں کہ ہر مہلک جانور سے بچ کے چلیں۔کانٹوں سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ تدبیر ہے۔مگر بسا اوقات تدبیر کام نہیں کرتی اور اس وقت دعا کام آتی ہے۔اگر تدبیر پوری طرح اختیار کریں گے تو پھر دعا کام کرے گی۔بہت سے ایسے تجارب ہیں اور احمدیوں کو بکثرت ہوئے ہیں یعنی عام احمدی کثرت کے ساتھ گواہ ہیں اس بات کے کہ جب انہوں نے تدبیر کا دامن نہیں چھوڑا، اسے اختیار کیا تو وہ خطرناک حادثات جو تدبیر پر غالب آجاتے ہیں انہوں نے ان کو نقصان نہیں پہنچایا کیونکہ دعا ایک غالب تقدیر کا نام ہے جو ہر تدبیر کی مدد بھی کر سکتی ہے، ہر تدبیر پر مخالفانہ طور پر غالب بھی آسکتی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو گناہوں سے بچنے کے لئے تدبیر کا طریقہ سکھایا ہے اس طرف اکثر نوجوانوں اور بچوں کی توجہ نہیں ہوتی۔گناہوں کو ابھارنے کے لئے اکثر بد مجالس غیر معمولی طور پر اثر انداز ہوتی ہیں۔اکثر سکول میں اگر بچے بدنصیبی سے برے بچوں کی مجلس میں شامل ہو جائیں تو ان کی باتیں، ان کے تذکرے کہ ہم نے یوں کیا، اس طرح مزہ آیا، فلاں کی اس طرح چوری کی، فلاں ڈرگ میں اس طرح ملوث ہوئے اور بڑا مزہ آتا ہے۔ایک دفعہ ڈرگ والا سگریٹ پی لو تو تم کہیں سے کہیں پہنچ جاؤ گے، یہ ساری باتیں ان بچوں کی ہیں جو بد اثر ڈالنے والے بچے ہیں۔ان کی مجلس میں اگر کوئی احمدی بچہ جائے گا یا احمدی بچی بیٹھے گی تو آپ کا فرض ہے کہ تدبیر اختیار کرتے ہوئے ان کو وہاں سے روکنے کی کوشش کریں کیونکہ بعض دفعہ براہ راست ڈسنا اپنی ذات میں ممکن نہیں جب تک ماحول میسر نہ آئے۔

پس ایسے بچوں کو آپ جنگل میں تو چھوڑ دیتے ہیں، ان کو ماحول میسر آتا ہے جس میں سانپ ڈسیں، بچھو کاٹیں، جانور حملہ آور ہوں اور آپ اس وجہ سے بے خوف ہوتے ہیں کہ ان کو کچھ نہیں ہوگا ہم نے ان کی تربیت کی ہوئی ہے۔یہ غلط بات ہے۔اس موقع پر تدبیر ضروری ہے۔اور **یورپ کے بچوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ ماؤں اور باپوں کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ گہری نظر سے ان کے حالات کا جائزہ لیا کریں**۔ان کے چہرے، ان کا اٹھنا بیٹھنا دیکھیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ماں باپ اگر شناخت کرنا چاہیں تو اپنے بچوں کی علامات کو شناخت نہ کر سکیں۔وہ جس مجلس میں اٹھتے بیٹھتے ہیں اس جیسی ادائیں اختیار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔بچہ ان باتوں کو چھپا ہی نہیں سکتا۔وہ جن ایکٹروں سے متاثر ہوں گے ان ایکٹروں جیسے کپڑے پہننے لگ جائیں گے۔اگر ان کا ہیرو چھاتی کے بٹن کھول کر رکھتا ہے تو وہ چھاتی کے بٹن کھول کے رکھیں گے تو کیا آپ کو ان کی ننگی چھاتی دکھائی نہیں دیتی۔کانوں میں بندے ڈالتے ہیں یا بالوں کی لٹ بڑھا لیتے ہیں تو کیا آپ کو دکھائی نہیں دیتا۔اگر سر منڈا کے چلتے ہیں تو کیا آپ کو نظر نہیں آتا کہ انہوں نے کیوں سر منڈایا ہے یہ علامات وہ ہیں جو بالکل ظاہر و باہر ہیں اور نشاندہی کر رہی ہیں ایک جنگل کی جس میں وہ سفر کر رہے ہیں۔بد ماحول سے وہ متاثر ہو چکے ہیں اور ان کا بد ماحول ان کو اس قسم کی حرکتوں پر آمادہ کر رہا ہے۔جب تک وہ پڑھائی کرتے ہیں آپ سمجھتے ہیں ان کا کوئی نقصان نہیں۔جب تک آنکھوں کے سامنے برائی نہ کریں آپ سمجھتے ہیں کوئی برائی ان میں نہیں صرف کپڑے ہی ہیں نا۔یہ بہت بڑی بے وقوفی ہے۔

آپ کہہ سکتے ہیں صرف جنگل میں ہی گئے ہیں نا۔کون سا سانپ کے مونہہ میں ہاتھ ڈالا ہے لیکن جب جنگل میں جائیں گے تو سانپ ان کی انگلیوں پہ پڑے گا اس کے مونہہ میں ہاتھ ڈالنا ضروری نہیں ہے۔سانپ پاؤں اور پنڈلیوں پہ کاٹے گا، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ پاؤں اور پنڈلیاں اس کی طرف بڑھائی جائیں۔تو ایک دفعہ اس جنگل میں سفر شروع ہو جائے تو پھر اس جنگل کے بد اثرات ضرور ہوں گے۔یہ مضمون ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تدبیر کہتے ہیں۔تدبیر کے ذریعے کوشش کریں لازماً ہر بچے کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ہر نوجوان لڑکے اور لڑکی کی طرف توجہ دینی ہوگی، ان کے بالوں کے سٹائل کو دیکھنا ہوگا، ان کا دوپٹے سے گھبرانا آپ کو دکھائی دینا چاہئے کہ وہ کت اٹھا کر اور دوپٹہ ہٹا کر چلنا چاہتی ہیں۔کوئی ان کو کہے کہ دیکھو تمہاری بچی کو کچھ ہو رہا ہے وہ کہیں گے تم جاؤ اپنے بچوں کی فکر کرو تمہیں کیا ہماری بچی سے، بالکل ٹھیک ہے نیک ہے، نماز پڑھتی ہے۔نماز تو پڑھتی ہے مگر کسی جھاڑی میں نماز پڑھے اور وہاں سانپ اور بچھو چھپے ہوئے ہوں تو وہ نمازی کو بھی نہیں چھوڑیں گے، اس کو بھی ضرور ڈس جائیں گے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح میں یہ ساری باتیں مخفی ہیں یعنی غفلت کی آنکھوں سے پڑھنے والوں کے لئے مخفی ہیں۔مگر اگر بیدار آنکھوں سے دیکھیں تو آپؑ کی تحریرات میں گناہوں سے بچنے کے لئے بے شمار ایسی تدابیر پیش فرمادی گئی ہیں جن پر غور کریں، پھر مغفرت کی طرف متوجہ ہوں، خدا تعالیٰ کی حقیقت کو سمجھیں، اس کے عرفان سے اس کا خوف معلوم کریں نہ کہ خوف ہی کو جو جانور کا خوف ہے خدا تعالیٰ کا خوف قرار دیدیں۔ان سب امور کی طرف اگر آپ اور آپ کی وساطت سے میں تمام دنیا کی جماعتوں سے مخاطب ہوں اگر وہ اس تحریر کے مضمون کو سمجھیں اور اس پر غور کریں اور ہر قسم کی تدابیر اختیار کریں تو یہ ملک آپ پر غالب نہیں آسکتا۔کوئی ملک بھی آپ پر غالب نہیں آسکتا۔کوئی غیر اسلامی معاشرہ آپ کے حالات تبدیل نہیں کر سکتا۔پھر آپ تبدیل کرنے والے ہوں گے، آپ کے ذریعے قوموں کے حالات بدل جائیں گے اور آج ہمیں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو زمانے کی روش بدل دیں، زمانے کے حالات کو تبدیل کر دیں، موت سے زندگی نکال کر دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

اپنے غصہ کو قابو میں رکھئے

انسانی ارتقاء میں غصہ کے جذبے کی اپنی اہمیت ہے اور اس کے ذریعہ ہم کسی خطرناک صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے غصہ کی حالت میں ہمارا ردعمل جسمانی رخ اختیار کر لیتا ہے۔

آج سے دو دہائی قبل نفسیات میں غصہ ضبط کرنا ایک غیر صحت مندانہ حرکت سمجھا جاتا تھا اور یہ نظریہ عام تھا کہ غصہ آنے پر اس کا کھل کر اظہار کرنے سے صحت ٹھیک رہتی ہے لیکن اب محققین دل کی بیماریوں اور جذباتی ردعمل کا آپس میں رشتہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور ۸۰ء کی دہائی میں ڈیوک یونیورسٹی میں کی جانے والی ایک تحقیق نے ایسے نتائج ظاہر کئے ہیں جس سے لگتا ہے کہ غصہ دل کی بیماریاں پیدا کرنے میں خاصا مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔

ایسے لوگ جو غصہ ور اور زود رنج ہوں انہیں Type-H قرار دیا گیا ہے اور ایک میڈیکل کالج کے ۲۵۵ طلباء کا جب جائزہ لیا گیا تو علم ہوا کہ ایسے طلباء جنہیں جائزے کی ابتداء میں Type-H قرار دیا گیا تھا ۲۵ سال گزرنے پر جب دوبارہ دیکھا گیا تو ان لوگوں میں دل کی بیماریاں چار تا پانچ گنا زائد تھیں۔

اس تحقیق پر ابھی لے دے ہو رہی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ تحقیق مکمل نہیں اور ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کو دل کی بیماریاں غصہ کے اظہار کرنے کی بجائے غصہ دبائے رکھنے کی وجہ سے لاحق ہوئی ہوں۔ لیکن باوجود اختلافات کے ایک بات طے ہے کہ غصہ کی صلاحیت کو ہمیشہ بہتر مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔

ایک مطالعہ میں بہت سے اشخاص کے بلڈ پریشر کا جائزہ لیا گیا اور ان سے بہت سے سوالات بھی کئے جن میں ایک سوال یہ تھا کہ اگر آپ کا افسر دفتر میں آپ سے ناراض ہو تو آپ کیا کریں گے؟ ایسے لوگ جن کا بلڈ پریشر بہت کم تھا انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم اس پر غصہ محسوس کریں یا نہ کریں لیکن بالآخر ہم افسر کے پاس جا کر اس سے بات کریں گے اور مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

ماہرین کے خیال میں غصہ کا یہ بہترین استعمال ہے کہ جس مسئلہ پر غصہ آرہا ہے اسے بہتر طور پر حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ بعض اوقات غصہ کی حالت میں بے سوچے سمجھے ردعمل کرنے سے منفی نتائج سامنے آتے ہیں۔ لیکن ملازمت کے دوران بہت دفعہ ایسی صورت حال پیدا ہوتی رہتی ہے جس میں انسان تناؤ کا شکار ہو جاتا ہے اور اسے غصہ چڑھ جاتا ہے اور اگر اسے ہر دفعہ دبایا جائے تو اس سے بعض منفی عادات پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً افسروں کے خلاف پیٹھ پیچھے باتیں بنانے کی عادت یا کام کو ٹالنے لگ جانا وغیرہ۔ ان لوگوں میں بعض اوقات جسمانی تکالیف جیسے سر درد، کمر درد اور ڈیپریشن وغیرہ کا غلبہ بھی ہو جاتا ہے۔

اپنے کام کے دوران سب سے زیادہ توجہ اس بات پر رکھنی چاہئے کہ جو کام سپرد کیا گیا ہے وہ درست طور پر کیا جائے اور ہر چیز کو جذباتی نکتہ نظر سے نہ دیکھا جائے۔ ایک ماہر نفسیات کا قول ہے کہ اپنے دفتر میں ہونے والی ہر چھوٹی چھوٹی ناانصافی پر جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر کسی مسئلہ پر جذباتی ردعمل دکھانا بھی پڑے تو سلیقہ سے دکھانا چاہئے۔ کسی مسئلہ پر اپنے افسر سے بھڑنے کی بجائے ٹھنڈے دل سے غور کرکے مسئلہ کے بارہ میں گفتگو کریں نہ کہ غصہ میں جھگڑنا شروع کر دیں۔

بعض اوقات دفتر کی کسی بات پر گھر آکر غصہ نکالنا مفید ثابت ہوتا ہے۔ لیکن گھر میں غصہ نکالنے کا بھی مناسب سلیقہ ہونا چاہئے۔ ایک مطالعہ میں ایسے جوڑوں کا جائزہ لیا گیا جو غصیلے تھے اور آپس میں جھگڑتے رہتے تھے تو یہ بات سامنے آئی کہ جب تک میاں بیوی ایک دوسرے پر الزام تراشی نہیں کرتے رہے یا بے عزتی نہیں کرتے رہے اس وقت تک جھگڑے سے نقصان نہیں ہوا۔ بلکہ ایسے گھروں میں نارمل انسانی جذبات غصہ، شفقت، پیار اور جھگڑا سبھی قسم کے جذبات شامل ہونے کی وجہ سے ان کی ازدواجی زندگی بہت سوں سے بہتر تھی۔ لیکن دفتر میں یا گھر میں بے قابو غصہ کا اظہار بہرحال مناسب نہیں۔

ماہرین کہتے ہیں کہ غصہ کی حالت میں لمبا سانس لیں اور غور کریں کہ کیا اس صورت حال میں غصہ کرنے سے کوئی فائدہ ہوگا؟ کیا یہ بات واقعی اتنی سنجیدہ ہے کہ مجھے اس پر غصہ آنا چاہئے؟ اور کیا مجھے اس بات پر غصہ کرنے کا کوئی حق ہے؟ اگر ان میں سے کسی بات کا جواب بھی نفی میں ہے تو بجائے غصہ کرنے کے غصہ تھوکنے کی کوشش کریں، سیر کریں، آرام کریں اور گہرے سانس لے کر اپنی توجہ مجتمع کرنے کی کوشش کریں۔

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ بہادر وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو اپنے غصہ کو قابو میں رکھے۔ پس اپنے غصہ کی صلاحیت کو قابو میں رکھتے ہوئے اسے بہتر مقاصد کے لئے استعمال کیجئے۔

(مرسلہ: خلافت لائبریری، ربوہ)

☆ ☆ ☆ ☆

جواب دیوبندی حضرات ہی دیں

بریلوی عقیدہ کے علماء نے درج ذیل اشتہار (ہم فوٹو کاپی شائع کر رہے ہیں) دیوبندیوں کے خلاف شائع کیا ہے جس میں انہیں گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کیا ہے اور حدیث کے مطابق ان کے متعلق فتویٰ بھی دیا ہے۔ لیجئے ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

(مرسلہ ایاز بھٹی کلکتہ)

مسلمانو! وہابیوں سے بچو

اس لئے کہ

"شان نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں" (صدر دیوبند حسین احمد)

نقل کفر کفر نہ باشد

عقیدہ نمبر ۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا علم غیب تو بچوں، پاگلوں، جانوروں اور دیگر رذائل کو بھی حاصل ہے۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔ کتاب حفظ الایمان صفحہ ۸ مصنفہ سردار وہابیہ مولوی اشرفعلی تھانوی

عقیدہ نمبر ۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم شیطان لعین کو ہے۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ کتاب، براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ رشید احمد گنگوہی۔

عقیدہ نمبر ۳ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"اگر بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ کتاب تحذیر الناس صفحہ ۲۸ مصنفہ، مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند۔

عقیدہ نمبر ۴ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

(ا) "لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد" (ترجمہ) ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے"۔ رسالہ یکروزہ صفحہ ۱۷ مصنفہ: امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی۔ (ب) "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے کہ نہیں"۔ براہین قاطعہ صفحہ ۶ مصنفہ: خلیل احمد انبیٹھوی۔

عقیدہ نمبر ۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت عام انسانوں سے بھی کمتر ہے۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (نبی ہو یا ولی) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔ کتاب: تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳: مصنفہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی۔

عقیدہ نمبر ۶ انبیاء، اولیاء، ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء، اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں"۔ کتاب۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۸ مصنفہ: امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی۔

عقیدہ نمبر ۷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی نہیں بلکہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ بلفظہ و ملخصاً حوالہ ملاحظہ کیجئے۔ کتاب۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۵۳ مصنفہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی۔

عقیدہ نمبر ۸ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار جیسے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے"۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵

عقیدہ نمبر ۹ اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم نہیں البتہ وہ اگر چاہے تو دریافت کر سکتا ہے حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے"۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۸۔

وہابیوں کی قسمیں

دیوبندی، تبلیغی جماعت
جماعت اسلامی (یعنی مودودی جماعت)
اہل حدیث (یعنی غیر مقلدین) ندوی
(یعنی ابوالحسن علی ندوی کی جماعت)
یہ سارے کے سارے آپس میں ایک عقائد میں متحد و متفق اور مشہور عالم گستاخ رسول شیخ نجدی ابن عبدالوہاب کی پیداوار جماعتیں ہیں۔ اس وقت سنی مسلمانوں کو سب سے زیادہ خطرہ دیوبندی وہابیوں کی تبلیغی جماعت سے ہے۔ لہٰذا وہابیہ دیوبندیہ کے چند غیر اسلامی عقائد حسب ذیل ہیں

اکابر دیوبند کا اعتراف حقیقت

مولوی منظور نعمانی نے ایک موقعہ پر تبلیغی جماعت کے امام مولوی زکریا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "اور ہم خود اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں"۔ — اس پر مولوی زکریا نے جواب دیا کہ:- "مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں"۔ مولانا محمد یوسف نمبر صفحہ ۲۲، ۲۴

عقیدہ نمبر ۱۰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہئے۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے

"انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے"، تقویۃ الایمان صفحہ ۵۲

عقیدہ نمبر ۱۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا علم غیب ماننا بھی شرک ہے"۔ ملخصاً۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۳، تقویۃ الایمان صفحہ ۹، ۲۳، ۵۰۔

عقیدہ نمبر ۱۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور بھی کروڑوں پیدا ہونا ممکن ہے حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتے جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ کے برابر پیدا کر ڈالے"، تقویۃ الایمان صفحہ ۲۶

عقیدہ نمبر ۱۳ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے بھی بدتر ہے۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"زنا کے وسوسے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے"۔ صراط مستقیم صفحہ ۹۷ مصنفہ: امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی۔

عقیدہ نمبر ۱۴ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے مثل کنھیا کے جنم کے ہے"، ملخصاً، براہین قاطعہ صفحہ ۱۵۲

عقیدہ نمبر ۱۵ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سے مدد مانگنا شرک ہے"۔ ملخصاً۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۸۶، تقویۃ الایمان صفحہ ۳۰۔

عقیدہ نمبر ۱۶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جملہ نبی آدم کے برابر ہیں۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"البتہ نفس بشریت میں مماثل آپ کے جملہ نبی آدم ہیں"، براہین قاطعہ صفحہ ۷۔

عقیدہ نمبر ۱۷ اعمال میں امتی انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں"۔ تحذیر الناس صفحہ ۵ مصنفہ: مولوی قاسم نانوتوی۔

عقیدہ نمبر ۱۸ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ کہنا شرک ہے"۔ ملخصاً فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۶۶، بہشتی زیور حصہ اول صفحہ ۳۴۔

عقیدہ نمبر ۱۹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ دیوبند کے تعلق سے اردو بولنا آگئی۔ حوالہ ملاحظہ

"ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں، فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی، سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا"۔ براہین قاطعہ صفحہ ۳۰۔

عقیدہ نمبر ۲۰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آخرت کا حال بھی معلوم نہیں۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا"۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳۔

نوٹ:- یہ پوسٹر پندرہ سال سے چھپ رہا ہے اسکے مقابلے سے وہابی آج تک عاجز ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ عاجز ہی رہیں گے۔

ان حوالہ جات سے سورج کی طرح روشن و ثابت ہے کہ دنیا کے تمام بدمذہبوں میں سب سے بدتر اور سب سے خطرناک بدمذہب دیوبندی وہابی ہیں۔ جبکہ عام بدمذہبوں کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہ ہے — **حدیث**:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر بدمذہب بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو۔ ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، انکے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور نہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھو (مسلم شریف) اس حدیث کو ابو داؤد نے حضرت ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے اور عقیل و ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کیا"۔ انوار الحدیث صفحہ ۱۰۳۔ ان حقائق و مسلمات پر آگاہ ہو جانے کے بعد بھی اگر کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہ مانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ٹھکرا کر دیوبندیوں، تبلیغیوں، مودودیوں، ندویوں، غیر مقلدوں اور دیگر بدمذہبوں و بدعقیدوں کے پیچھے حلال جان کر نماز پڑھے یا ان سے کسی بھی قسم کا اسلامی و دینی رشتہ و تعلق باقی رکھے تو وہ بھی ہرگز ہرگز مسلمان نہیں بلکہ وہ بھی انہیں کا ساتھی بدمذہب و بدعقیدہ وہابی ہوگا۔

انعامی چیلنج:- ۳۳ ہزار روپیہ نقد انعام اس وہابی کو دیا جائے گا جو اپنے دیوبندیہ وہابیہ کے مندرجہ بالا عقائد کو اسلامی عقائد ثابت کر دے گا یا اس پوسٹر میں درج کئے گئے دیوبندیہ وہابیہ کی کتابوں کے حوالہ جات کو جھٹلانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

حسب فرمائش پیر طریقت حضرت علامہ مفتی سید آل رسول حبیبی ہاشمی مہتمم مدرسہ قادریہ پانسکورہ بازار ضلع مدناپور

منجانب: آرزو اشرفی گیاوی مالک مکتبہ محبوب یزدانی ۴۲ علیم الدین اسٹریٹ کلکتہ ۱۶

جواب بریلوی حضرات ہی دیں

ذیل میں ہم پاکستان سے بریلوی حضرات اور ان کے قابل احترام بزرگوں کے خلاف دیو بندی و تبلیغی جماعت کی طرف سے شائع شدہ ایک اشتہار کی فوٹو کاپی شائع کر رہے ہیں۔ اس اشتہار کا اصل جواب تو بریلوی حضرات ہی دیں گے ہم تو اس موقع پر اس اشتہار کے ذریعہ دیو بندیوں اور تبلیغی جماعت والوں کی "پاکیزہ" زبان اور اعلیٰ اخلاق کی طرف ہی اشارہ کر رہے ہیں۔ لیجئے ملاحظہ فرمائیے۔ (ادارہ)

حب صحابہ رحمۃ اللہ — یا اللہ مدد — بغض صحابہ لعنت اللہ

فتنہ بریلویت کا پوسٹ مارٹم

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

بریلویت کی

مکروہ صورتیں

حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب

تحریک تحفظ عقائد اسلام، وطن عزیز پاکستان میں کفر و شرک کی بنیادوں کو ختم کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اسے علمائے اسلام کی مکمل تائید و حمایت حاصل ہے لہذا آپ کا تعاون تمام مسلمانوں کا فرض اولین ہے۔ شرک و بدعت اور فتنہ بریلویت، رافضیت، مرزائیت کے خاتمہ کیلئے تیار ہو جائیے تاکہ خوشنودی خدا و رسول حاصل ہو سکے =

اے نوجوانان اسلام سنو کہ

اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے ذلیل دشمن سرگرم عمل ہیں کہیں تو وہ مرزائیت شیعیت رافضیت کے روپ میں اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور کہیں بریلویت کا فتنہ بن کر اسلام کو تباہ کرنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں لیکن الحمد للہ کہ یہ علماء اسلام دیوبند کی تعلیمات کی برکتوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام دشمن عناصر اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ علماء دیوبند ہر قسم کی قربانی دے سکتے ہیں۔ جان و مال، قید و بند کی صعوبتیں اور دیگر مشکلات برداشت کر سکتے ہیں مگر شرک و بدعت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ محرم الحرام ربیع الاول جیسے مبارک مہینوں کا تقدس پامال ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔ سیدنا حسینؓ اور نبی اکرمؐ کی تعلیمات کا مذاق اڑتا نہیں دیکھ سکتے۔ یہ جلوس جو نام پر شرک و بدعت اسلام کے لئے بہت ہی زیادہ خطرناک ہیں۔ لہذا محرم الحرام، ربیع الاول اور گیارہویں وغیرہ کے جلوسوں کی روک تھام کے لئے سنجیدگی سے سوچا جا چکا ہے۔

سیاہ اور سبز جھنڈوں کی بیعت کو ختم کرنا واجب ہے کیونکہ اسلام کا تحفظ اسی میں ہے۔ صحابہؓ نے کبھی جلوس نہیں نکالا۔ نبی کریمؐ کی وفات پر جشن منانا شیطان اور اس کے چیلوں کا کام ہے جو ۱۲ ربیع الاول کو چراغاں کرے، جشن منائے، جلوس نکالے یا اس میں شرکت کرے وہ حرامی لعنتی اور مشرک ہے۔ اگر حرامی اور حلالی کی پہچان کرنا ہو تو نبی اکرمؐ کی یوم وفات پر جو جشن مناتا نظر آئے سمجھ لینا وہ حرامی ہے۔

فہرست بانیان بدعات

- سرغنہ فتنہ بریلویت وشیطانیت لعنتی بدعتی حرامی بے حیا کمینہ احمد رضا خان بریلوی
- رئیس المشرکین فخر قوم لوط شیخ اکبر محی الدین ابن عربی

منافق کبیر فخر قوم لوط لونڈے باز احمد سعید کاظمی
پاگل جہان نامرد ستار نیازی
سرغنہ بدعات درباری چمچہ طاہر القادری
بے غیرت جسٹس کرم شاہ
فخر قوم لوط اشرف سیالوی
فخر قوم لوط مفتی مصطفیٰ رضوی
چوہڑا حرامی شبیر حافظ آبادی
بے دین حرامی مظہر سعید کاظمی

سربراہ تنظیم شیطانی شاہ احمد نورانی شرابی کبابی
سربراہ منافقین بکاؤ مال اکبر ساقی
دشمن خدا حرامی محمود احمد رضوی
دشمن اسلام مفتی نعیمی لونڈے باز
فخر قوم لوط بے غیرت زوار بہادر
بے غیرت لونڈے باز مفتی مختار نعیمی
حرام زادہ گانڈو اللہ بخش نیئر جھنگوی
فخر قوم لوط فاروق سعید حرامی

یہ وہ گندے عناصر ہیں کہ جنہوں نے فتنہ بریلویت کو تقویت بخشنے کی کوشش کر کے اسلام کی شکل بگاڑنے کی کوشش کی مگر کیا کہنا علمائے دیوبند کا کہ جنہوں نے مسلمانوں کو گمراہی سے بچا کر تبلیغ اسلام پہنچانے کا کام کیا اور کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ عناصر خادمین حرمین کے خلاف بھی پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ مسلمان اب گمراہ نہیں ہونگے۔ مسلمانان پاکستان اب یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ احمد رضا بریلوی جو فی النار ہو چکا ہے۔ احمد سعید کاظمی لعنتی جو قبر میں عذاب الٰہی کے مزے لے رہا ہے اور دیگر وہ حرامی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان کے تمام عقائد باطلہ ختم کر کے دم لیں گے۔ محرم الحرام، ربیع الاول اور گیارہویں کے کفر یہ جلوس بند کرا کے دم لیں گے۔ پیروں کے اڈوں اور ان کی قبروں کے بتوں، دیگر بدعات اور غیر شرعی رسومات کو ختم کرا کے چین سے بیٹھیں گے

صوبائی دفاتر: پنجاب گلگشت کالونی ملتان۔ سندھ کراچی۔ سرحد پشاور۔ بلوچستان مری آباد کوئٹہ۔
مرکزی دفتر: شیخوپورہ روڈ لاہور

تحریک تحفظ عقائد اسلام پاکستان
(شاخ:- دیوبندی و تبلیغی جماعت)

مرسلہ :- حافظ سید رسول نیاز مبلغ سلسلہ احمدیہ

دنیا میں پاکستانی سیاست دان سب سے زیادہ کرپٹ۔ ایک جائزہ
بیشتر سمجھتے ہیں کہ کرپشن۔ بھارت و امریکہ سے پاکستان کو بڑا خطرہ ہے

اسلام آباد ۲۵ر اگست (ڈی پی اے) پاکستانی عوام میں سے ۶۰ فیصد سے زیادہ لوگ اپنے سیاست دانوں کو باقی دنیا کے سیاستدانوں کے مقابلہ پر زیادہ کورپٹ سیاست دان سمجھتے ہیں۔ اس اسلامی ملک کی آزادی کی ۵۰ ویں سالگرہ کے موقعہ پر ایک سریٹ پول کیا گیا اور اس جائزے میں ۴۶ فیصد لوگوں کا خیال ہے اور وہ یہ سوچتے ہیں کہ دوسرے ملکوں کے لوگوں کے مقابلہ پر پاکستانی لوگ زیادہ کورپٹ ہیں لیکن ان میں سے صرف ۳ فیصد نے یہ بتایا کہ آئندہ ۵ برسوں میں پاکستانی معاشرے کیلئے کورپشن ایک بہت بڑا خطرہ ہے جبکہ دیگر محسوس کرتے ہیں کہ انہیں امریکہ اور بھارت سے خطرہ ہے ان کی تعداد ۱۹ فیصد ہے اس کے علاوہ بے روزگاری۔ زیادہ آبادی اور مہنگائی کو معاشرے کیلئے خطرہ سمجھنے والے ۵ء۵ فیصد ہیں جن جن سے سوال پوچھے گئے کہ ان میں سے ۳۰ فیصد کے قریب یہ فخر محسوس نہیں کرتے کہ ملک نے پچھلے ۵۰ برسوں کے دوران کیا کیا حصول یابی کی۔ لیکن ۶۲ فیصد یہ محسوس کرتے ہیں کہ ملک نے ترقی کی ہے اور اس کی بہتری ہوئی ہے قومی تحفظ بارے ۱۵ فیصد نے رائے ظاہر کی کہ یہ دیش کیلئے ایک بہت بڑی حصولیابی ہے اس کے علاوہ ۷ فیصد محسوس کرتے ہیں کہ ۱۹۷۱ میں بھارت کے ساتھ تیسری لڑائی میں ملک کے حصے بخرے ہو گئے کیونکہ ملک کی یہ سب سے بڑی ناکامی تھی۔ جبکہ ۱۷ فیصد لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ایک سب سے اہم ناکامی پاکستان میں حال ہی میں دہشت گردی کے سر ابھارنے اور تشدد بھڑکانے سے ہوئی ہے۔

(۲۶ر اگست ۹۷ ہند سماچار جالندھر)

دیو بندی فرقہ کے چار لوگوں کو بریلوی فرقہ کے لوگوں نے گولیوں سے بھون ڈالا

ملتان ۲۱ر اکتوبر دیو بندی فرقہ کے چار ممبروں کو ان کے مخالف گروہ بریلویوں نے پاکستان کے مرکزی صوبہ پنجاب کے شہر ملتان سے اغوا کر کے گولیوں سے بھون ڈالا۔ پولیس کی اطلاع کے مطابق دیو بندی گروہ کے چار لوگوں کو کئی گھنٹے سخت تکالیف پہنچانے کے بعد مخالف بریلوی گروہ نے مار ڈالا دیو بندی گروہ کا ایک اور شخص لاپتہ ہے اسی طرح ایک اور شخص نظر بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے اس حادثے کی جانکاری دی ہے ابھی ان قتلوں کے مقصد کا پتہ نہیں لگ سکا۔ دیو بندی اور بریلوی دونوں ہی اسلام کے سنی گروپ کے ماننے والے ہیں اور ان کے درمیان کچھ مذہبی معاملات کو لے کر اختلافات ہیں اس طرح کے فرقہ وارانہ دنگوں میں صرف پاکستان کے صوبہ پنجاب میں اس سال ۱۴۰ لوگوں کی جانیں جا چکی ہیں۔ (روزنامہ پنجاب کیسری جالندھر ۲۲ اکتوبر ۹۷ء)

(مرسلہ : عقیل احمد سہارنپوری معلم وقف جدید بیرون آگرہ سرکل یو۔پی)

بدر۔ یہ دنگے تو اب ہندوستان میں بھی شروع ہو چکے ہیں بدر کے گزشتہ شمارہ میں دینک جاگرن نئی دہلی کے حوالہ سے لکھنؤ کے علاقہ بستی میں دیو بندی گروپ کے مدرسہ دار العلوم کے اساتذہ و طلباء کے ذریعہ بریلوی گروپ کے عزیز خان کو قتل کر دینے کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ پاکستانی مولویوں کی لگائی ہوئی اس فرقہ وارانہ آگ کی لپٹیں اب تو ہندوستان کو بھی چھو رہی ہیں۔

منظوری صدر مجلس انصار اللہ بھارت و نائب صدر صف دوم

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد کو بطور صدر مجلس انصار اللہ بھارت کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

۲۔اسی طرح مکرم منیر احمد صاحب خادم کو بطور نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ بھارت کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ یہ منظوری برائے سال یکم جنوری ۱۹۹۸ء۔ تا ۲۰۰۰ء تک ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے آمین۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

آندھرا پردیش میں صوبائی کانفرنس

مورخہ ۱۵۔۱۶ نومبر ۹۷ کو آندھرا پردیش کی صوبائی کانفرنس بمقام پالاکرتی ضلع ورنگل میں منعقد ہو رہی ہے جس میں پہلے دن "جلسہ سیرت النبیؐ" ہو گا دوسرے دن جلسہ پیشوایان مذاہب ہو گا۔ کانفرنس کی نمایاں کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(محمد بشیر الدین صوبائی امیر آندھرا پردیش)

قائدین مجالس متوجہ ہوں

جملہ مجالس ہائے خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے جن مجالس نے تاحال رضاکارانہ خدمت خلق کی فہرست نہیں بھجوائی ہیں۔ وہ فوری طور پر ایسے خدام جو کہ قادیان میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے آرہے ہوں ان کے اسماء دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت میں پہنچادیں تاکہ ڈیوٹی شیٹ جلسہ سالانہ میں ان کے اسماء کا اندراج کیا جاسکے۔ (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف کو
قتل کرنے کیلئے ۱۰ کروڑ روپے کے انعام کی پیشکش

لندن، ۳ر نومبر (اے پی) سنی مسلم انتہاپسند نے جو سینکڑوں شیعوں پر حملوں کے سلسلہ میں مطلوب ہے ایسے شخص کو انعام دینے کی پیشکش کی ہے جو وزیر اعظم پاکستان نواز شریف کو قتل کرے ریاض بسرا جو ملی ٹینٹ لشکر جھنگوی کا سربراہ ہے ایسوسی ایٹ پریس کو فیکس کے ذریعہ ایک پیغام بھیجا ہے کہ وہ شریف کی ہلاکت کیلئے ۱۰ کروڑ روپے دینے کیلئے تیار ہے۔ اس نے کہا کہ نواز شریف کو مرنا ہی چاہئے انہوں نے حکومت کی ایسی پالیسیوں کو عملی جامہ پہنایا ہے جو اسلام کے خلاف ہیں۔ شریف نے پنجاب کے حکام سے کہا ہے کہ وہ بسرا کا پتہ لگا کر اسے گرفتار کرے بسرا نے لشکر جھنگوی کے سینئر ممبر ملک اسحاق کی رہائی کی بھی مانگ کی ہے جسے جولائی میں گرفتار کیا گیا تھا۔ (ہند سماچار جالندھر ۹۷۔۱۱۔۴)

دنیا میں اقتصادی اعتبار سے بھارت کا ۳۸ واں مقام

نئی دہلی ۳ر نومبر دنیا میں اقتصادی اور ترقی کے لحاظ سے بھارت کا مقام ۳۸ واں ہے۔ ملک میں ۲۳ کروڑ ۱۰ لاکھ لوگوں کو آج بھی پینے کا پانی دستیاب نہیں ہوتا۔ قرضداروں کے معاملہ میں بھی بھارت کا نام سب سے آگے ہے۔ راجدھانی میں منعقدہ گولڈن جوبلی دیپ شکھا تقریب میں دہلی پردیش بھاجپا یووا مورچہ کے لیڈران نے کہا کہ آزادی کے ۵۰ برس بعد بھی ۳۰ فیصد آبادی ناخواندہ اور بے روزگار ہے۔ (ہند سماچار جالندھر ۹۷۔۱۱۔۴)

افسوس اہلیہ محترم مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی درویش وفات پاگئیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی درویش قادیان کو مورخہ ۹۷۔۱۰۔۲۸ رات دس بجے کے قریب بوجہ ہائی بلڈ پریشر برین ہیمرج ہو گیا جس کے باعث آپ کو احمدیہ ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ اگلی صبح پانچ بجے کے قریب امرتسر لیجایا گیا۔ امرتسر میں دو یوم علاج کروانے کے بعد ڈاکٹر حضرات نے لدھیانہ CMC ریفر کیا۔ یہاں پر بعد اپریشن I.C.U میں رکھا گیا۔ اسی دوران ڈاکٹروں نے کڈنی پرابلم بھی بتائی۔ بالآخر مورخہ ۹۷۔۱۱۔۲ کو ڈاکٹروں کے مشورہ سے واپس گھر لے آئے اور ۳ نومبر رات ساڑھے ۸ بجے بقضائے الٰہی اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ادا کی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ کو محترم حضرت حکیم اللہ بخش صاحبؓ آف بےہالی صحابی کی نواسی اور ایک درویش کی اہلیہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ مرحومہ موصی نیک صوم وصلوٰۃ کی پابند، اعلیٰ درجہ کی ملنسار دُعاگو مہمان نواز سلسلہ عالیہ احمدیہ سے محبت رکھنے والی تھیں حضرت خلیفۃ المسیح کی تمام تحریکات پر لبیک کہنے اور مضافات میں تبلیغ کرنے کے مواقع بھی میسر آئے۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور اس صدمہ کو برداشت کرنے کی طاقت عطا کرے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

تین سالہ بچی کی وفات

عزیزہ ماریہ زاہد (وقفِ نو) بنت محترم ڈاکٹر محمد زاہد صاحب قریشی عمر ساڑھے تین سال مورخہ ۳ نومبر بوقت صبح ۹ بجے اپنی رہائش ننگل باغبان نزد بہشتی مقبرہ اچانک چھت پر رکھی ٹینکی کیلئے بنائے گئے شیڈ پر لینٹر کے گر جانے کی وجہ سے دب کر وفات ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بچی محترم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی آف شاہجہانپور کی پوتی اور محترم عبد المومن صاحب مالاباری قادیان کی نواسی تھی۔ ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق اچانک وزن دار لینٹر بچی کی چھاتی پر گر جانے کے باعث اس کا دل پھٹ گیا۔ جس کی وجہ سے کان منہ سے خون بہہ جانے سے موت واقع ہوئی۔

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بچی کا احمدیہ گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کیا۔ تدفین بچہ قبرستان میں عمل میں آئی۔ احباب جماعت دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب کو نعم البدل عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ (محمد نعمان دہلوی نمائندہ اخبار بدر قادیان)

اخراج از نظام جماعت

حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم مبرور احمد صاحب چیمہ قادیان کو اخراج از نظام جماعت کی سزا دی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(ناظر امور عامہ)

درخواست دُعا

☆ مکرم ڈاکٹر عبد الرشید صاحب ناصر آباد کشمیر نے اعانت بدر میں مبلغ چار صد روپے دیکر اپنے اہل و عیال والدین نیز بھائیوں کی صحت و سلامتی اور دینی دُنیاوی ترقیات کیلئے دُعا کی درخواست کی ہے۔

(محمد یوسف انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ 649-04524 ☎

☎ 543105

STAR CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY KANPUR-1- PIN 208001

ESTD:1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT

BANGALORE - 560002 INDIA

☎: 6700558 FAX: 6705494

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.

19A, Jawahar Lal Nehru Road

Calcutta- 700087 ☎ 2457133

Exporters & Importers

All types of Lather jackets, Ladies bags, parse, hand globs, Organic Coton (Garments, Baby Cloths)

Contact:

OCEANIC EXIM

57, BRIGHT STREET,CALCUTTA 700019 (INDIA)

PH: 2805209,2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

01872- 20757

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 THURSDAY, NOVEMBER 13th 1997 ISSUE NO.- 46

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 51)

پلمبم مٹیلیکم

PLUMBUM METALLICUM

سیسہ یعنی Lead کو لاطینی اصطلاح میں پلمبم کہا جاتا ہے۔ گھروں کی آرائش کے لئے استعمال ہونے والے رنگ و روغن میں سکہ کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے اور اگر روغن خشک بھی ہوگیا ہو تو فضا میں خفیف مقدار میں سکہ کے ذرات اڑتے رہتے ہیں۔ بعض لوگوں کو سکہ سے الرجی ہوتی ہے۔ اگر وہ ایسے کمرے میں داخل ہوں تو فوراً الرجی کا اثر ظاہر ہوگا اور پیٹ میں شدید درد کا دورہ اٹھے گا جیسے پیٹ کو کسی نے شکنجہ میں جکڑ دیا ہو یا مٹھی میں لے کر مروڑ دیا ہو۔ اگر روغن سے الرجی نہ بھی ہو اور ویسے ہی شدید پیٹ درد میں یہ علامت پائی جائے تو پلمبم بہت زوداثر دوا ہے۔

پلمبم کی ایک خاص علامت عام طور پر مونہہ میں دکھائی دیتی ہے۔ دانتوں کے نیچے مسوڑھوں پر ایک نیلی سی لکیر آ جاتی ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ گہری ہو جاتی ہے۔ پلمبم اعصاب کے عارضی تشنج کی بہترین دوا ہے اس کے علاوہ اگر ہاتھ پر فالج کا اثر ظاہر ہو کلائی سکڑ کر لٹک جائے یا بہت زیادہ لکھنے کی وجہ سے کلائی بےکار ہو جائے تو پلمبم اس کی دوا ہے۔

پلمبم کے مریض کی زندگی بہت سست رفتار ہوتی ہے۔ ذہن اور اعصاب پر ہلکا سا فالجی اثر نمایاں ہوتا ہے، مریض سے کچھ پوچھا جائے تو وہ جواب کچھ دیر کے بعد دے گا یا بات کو دھرائے گا۔ اگر مریض بعد از وقت رد عمل دکھائے وہاں پلمبم خصوصی دوا ہے لیکن یہ فرق مدنظر رکھنا چاہئے کہ بعض اوقات کوئی شخص خیالات میں کھویا ہوا ہوتا ہے، ہلکی سی آواز سن کر اس کا جواب نہیں دیتا بعد میں ذہن پر نقش ہونے والا وہ پیغام اسے جگاتا ہے پھر وہ پوچھتا ہے کہ کیا بات تھی، یہ بالکل الگ بات ہے۔ پلمبم کا مریض ہمیشہ ہر چیز میں دیر سے رد عمل دکھاتا ہے حتیٰ کہ بعض دفعہ درد کا احساس بھی کچھ دیر کے بعد ہوتا ہے اس لئے ایسے مریض کے لئے خطرہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو زخمی نہ کرلے اگرچہ اسے درد کا احساس بھی ہوتا ہے بات بھی سمجھتا ہے لیکن نقش جمانے کے وقت میں فرق پڑ جاتا ہے۔ جلد کے درد محسوس کرنے والے اعصاب پیغام دیر میں پہنچاتے ہیں۔ بعض اوقات احساس کا آہستہ آہستہ مدہم ہونا مستقل اعصاب کے سن ہونے میں تبدیل ہو جاتا ہے، جلد بےحس ہو جاتی ہے، پاؤں اور دیگر اعضاء وغیرہ میں آہستہ آہستہ جان اور احساس کی طاقت مٹتی ہوئی نظر آتی ہے۔ جب بیماری بہت بڑھ جائے تو مریض رفتہ رفتہ کمزور ہو جاتا ہے اور آخر پر ہڈیوں کے گرد لپٹا ہوا جلد کا تھیلا سا باقی رہ جاتا ہے۔

پلمبم کی خاص علامت یہ ہے کہ جس عضو میں درد ہو وہ سوکھ جائے گا۔ یہ علامت بعض دوسرے فالجوں میں بھی ملتی ہے۔ فالجی بخار مثلاً ٹائیفائیڈ وغیرہ میں اگر کسی خاص عضو پر حملہ ہوا ہو تو وہ حصہ کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ پلمبم کا خاص نشان ہے۔ جسم کے جس عضو میں بھی درد ہو وہ حصہ کمزور ہونے لگ جائے تو یہ خاص پلمبم کی نشانی ہے اسے فوراً استعمال کرنا چاہئے۔ عرق النساء میں بھی مفید ہے خصوصاً اگر پلمبم کی دیگر علامات بھی پائی جائیں تو سب سے پہلے یہی دوا استعمال کروانی چاہئے۔ جہاں بھی فالج کے اثر کے تحت اعضاء لٹک جائیں اور عضلات میں کمزوری واقع ہو جائے تو پلمبم خاص دوا ہے۔

پیانو بجانے والوں کو اکثر انگلیوں کے جوڑوں کا فالج ہو جاتا ہے اور انگلیاں بےکار ہو کر لٹک جاتی ہیں اس کے لئے دو دوائیں بہت مشہور ہیں ایک پلمبم اور دوسری Qurare - یہ ایک خطرناک زہر ہے جس کا خاص طور پر فالج سے تعلق ہے۔ رسٹاکس بھی فالج کے فوری ظاہر ہونے والے اثرات میں بہت اچھی دوا ہے اگر جلد استعمال کی جائے تو بہت مفید ہے لیکن اگر دیر ہو جائے تو سلفر کے بغیر پورا فائدہ نہیں دیتی کیونکہ رسٹاکس نسبتاً کم گہری دوا ہے اور پلمبم اس کے مقابلہ پر بہت زیادہ گہری دوا ہے۔ میں رسٹاکس کو سلفر کے ساتھ ادل بدل کر دیتا ہوں کیونکہ سلفر رد عمل کو جگا دیتی ہے اور رسٹاکس فالجی اثرات کو دور کرتی ہے اس نسخہ سے بہت پرانے پولیو کے مریضوں کو اللہ کے فضل سے بہت نمایاں فائدہ ہوا۔ رسٹاکس کا فالج سے بہت گہرا تعلق ہے لیکن چونکہ گہری اور قدیم دوا نہیں ہے اس لئے اکیلی کام نہیں کرتی سلفر دے کر جسم کو جگا دیں اور پھر رسٹاکس دیں تو بہت فائدہ ہوتا ہے عموماً ڈاکٹر پرانے فالجوں میں رسٹاکس کو استعمال نہیں کرتے حالانکہ میں نے اس سے بہت استفادہ کیا ہے اسے رد کرنے کی ضرورت نہیں سلفر سے ادل بدل کر دیں۔

پلمبم کے مریض کی قبض بہت سخت ہوتی ہے۔ گول شکل میں اجابت ہوتی ہے جس کا اخراج بہت مشکل سے ہوتا ہے کئی دفعہ زخم بن جاتے ہیں یا ڈاکٹری آلات وغیرہ استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انتڑیوں کے گرد باریک عضلات کی جھلی ماؤف ہونے لگتی ہے اور انتڑیوں میں دھکیلنے کی طاقت نہیں رہتی۔ یہ فالجی کیفیت آہستہ آہستہ بڑھتی ہے اور رفتہ رفتہ قبض گہری اور پرانی ہو جاتی ہے۔ ایسی قبض میں کافی صبر سے پلمبم دینی چاہئے کیونکہ ایسی بیماریاں جو آہستہ آہستہ آتی ہیں ان کا علاج بھی نسبتاً آہستگی سے ہوتا ہے لیکن ایسی مزمن بیماریوں کی دواؤں کے بعض اثرات فوری بھی ہوتے ہیں مثلاً پیٹ میں مروڑ اور تشنج ہو تو فوری اثر دکھائے گی۔ جو زہر فوری بیماری پیدا کرتا ہے وہ ہومیوپیتھک دوا کے رنگ میں اس بیماری کو فوری طور پر دور بھی کر سکتا ہے لیکن جو زہر بیماری کو آہستہ آہستہ بڑھاتا ہے اسے جب بطور دوا استعمال کیا جائے تو وہ بیماری کو آہستہ آہستہ ہی دور کرے گا۔ انسانی خلیوں میں لمبے عرصہ سے جو کمزوریاں بیٹھ چکی ہوں وہ اچانک ٹھیک نہیں ہو سکتیں کچھ وقت لگتا ہے پھر ان کے اندر صحتمند تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

مثانے میں بھی فالجی اثر کے تحت دھکیلنے کی قوت ختم ہو جاتی ہے۔ پیشاب رک جاتا ہے اور مثانہ میں ہی اکٹھا ہوتا رہتا ہے پھر قطرہ قطرہ بہنے لگتا ہے۔ اس بیماری کا پراسٹیٹ کے غدود کی تکلیف سے تعلق نہیں ہے اس کی علامتیں مختلف ہیں مثلاً غدودوں میں انفکشن اور بخار وغیرہ کا ہو جانا۔ بعض اوقات پیشاب بننا بند ہو جاتا ہے جس کی کئی وجوہات ہیں۔ بچے کی پیدائش کے بعد پیشاب رکے تو کاسٹیکم چوٹی کی دوا ہے۔ اپریشن کے بعد یہ کیفیت ہو تو سٹونشیم کارب۔ پلمبم بھی مفید دوا ہے۔ اگر اچانک صدمہ پہنچنے سے گردوں کے کام کرنا چھوڑ دیا ہو تو پلمبم دوبارہ حرکت پیدا کر دیتی ہے۔

پلمبم کی ایک علامت یہ ہے کہ جو چیز بھی کھائی جائے وہ معدہ میں جاکر کھٹاس میں تبدیل ہو جاتی ہے اور شدید الٹیاں آتی ہیں عموماً کھانا معدہ میں موجود لعابوں اور رطوبتوں کے اثر سے تین گھنٹے کے اندر اندر ہضم ہو کر انتڑیوں میں منتقل ہو جاتا ہے۔ معدہ اس عرصہ میں خوراک کو باہر نہ نکالے تو خوراک معدہ میں ہی گلنے سڑنے لگتی ہے۔ اس سے تیزابیت، گندے بدبودار ڈکار آنے لگتے ہیں۔ انتڑیوں کی حرکت کا نظام سست پڑ جائے تو کھانا کھینچنے کا نظام بھی آہستہ ہو جاتا ہے اس سے معدہ میں کھٹاس پیدا ہوتی ہے اگر یہ سستی فالجی اثرات کی وجہ سے ہو تو پلمبم بہترین دوا ہے۔

پلمبم میں سیاہی مائل الٹیاں آتی ہیں یا سبز رنگ کا مواد نکلتا ہے۔ بعض دفعہ خون کی آمیزش بھی ہوتی ہے جگر اور معدے کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ معدہ میں بوجھ اور گھٹن کا احساس ہوتا ہے۔ ناف اندر کمر کی طرف کھنچتی ہے۔

Progresive Muscular Dystrophy یعنی آہستہ آہستہ بڑھنے والی عضلاتی کمزوری اور آہستہ آہستہ بڑھنے والے فالج میں پلمبم کی اچھی شہرت ہے۔ میں اکثر ایسے بچوں کو پلمبم دیتا ہوں۔ دو تین قسم کی دوائیں ایسی بیماریوں میں کام آسکتی ہیں۔ اوپیم اور کالی فاس مفید ہیں۔ کالی فاس کو آہستہ آہستہ اونچی طاقت میں بڑھاکر دینا چاہئے۔ اس بیماری میں دماغ کے مرکزی حصہ میں وہ خلیے مرنے لگتے ہیں جو عضلات کو اور حرکت کی صلاحیت کو کنٹرول کرتے ہیں اس بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ایسے مریض آہستہ آہستہ کمزور ہوتے چلے جاتے ہیں اور اکثر جوانی کی عمر تک پہنچنے سے پہلے وفات پا جاتے ہیں۔ اگر زندہ بھی رہیں تو سخت کربناک زندگی ہوتی ہے۔ چونکہ یہ بیماری موروثی طور پر خون میں شامل ہوتی ہے اس لئے ایک ماں باپ کے سب بچے ہی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس بیماری کے علاج میں ابھی تک قطعی کامیابی نہیں ہوئی۔ ان کی مکمل رپورٹ اور انکے حالات کے مطابق انفرادی طور پر علامتوں کو مدنظر رکھ کر علاج کرناچاہئے۔

اگر دل کی دھڑکن کبھی کبھی اچانک تیز ہو جائے اور تشنجی کیفیت محسوس ہو تو پلمبم اچھی ہے اگر اچانک دل مٹھی میں بند ہونے کا احساس ہو تو کیکٹس گرینڈی فلورا بہترین دوا ہے۔

پلمبم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ دھوکہ دہی اور بےایمانی کرنے والوں کے لئے بہترین دوا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو دنیا کے اکثر ممالک میں بہت کثرت سے استعمال ہو سکتی ہے۔

گردوں کی لمبا عرصہ چلنے والی بیماریوں میں بھی پلمبم فائدہ مند دوا ہے اور اگر پیشاب میں البیومن اور شوگر آ رہی ہو تو اس کا بھی اچھا علاج ہے۔ گردوں کی اندرونی جھلیوں اور لبلبہ پر بھی اس دوائی کا اثر ہوتا ہے۔ یہ دونوں اثرات اگرچہ الگ الگ چیزوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن پیشاب میں اکٹھے ملتے ہیں۔

پلمبم کی علامتیں اوپیم سے بھی ملتی ہیں۔ Apoplexy (مرگی) میں اچانک خون کا رجحان سر کی طرف ہو کر رگ پھٹ جائے۔ چہرہ سرخ ہو اور آنکھ کی پتلیاں پھیل جائیں تو اکثر یہ علامات موت پر منتج ہوتی ہیں۔ اگر شروع میں ہی اوپیم دے دی جائے تو بہت مفید ثابت ہوتی ہے میں اسے آرنیکا سے ملاکر دیتا ہوں۔ پلمبم بھی کئی دفعہ ایسی علامتوں میں استعمال کیا ہے۔ دونوں کا ایک سا ظاہر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر کینٹ کا کہنا ہے کہ اوپیم سے علاج شروع کرنا چاہئے۔ پلمبم بعد میں دینی چاہئے۔ یہی بات درست ہے اس بیماری کی اول مشابہت اوپیم سے ہی ہے۔

دو اور دوائیں بھی Apoplexy میں بہت مفید سمجھی جاتی ہیں۔ اگر جگہ جگہ سے سرخ خون کا جریان ہو تو اس کا مطلب ہے کہ شریانوں میں کمزوری واقع ہوئی ہے اس میں فاسفورس مفید ہے۔ اسی طرح ایلومینا کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بھی Apoplexy میں مفید ہے۔

شام کے وقت یا رات کو ٹانگوں میں دوروں کی شکل میں درد اٹھے جسے حرکت سے یا دبانے سے آرام آئے تو پلمبم ایک امکانی دوا ہے۔ بجلی کے کوندوں کی طرف درد کی لہریں اٹھیں تو یہ بھی پلمبم کی ایک علامت ہے جو کاسٹیکم اور کولوفائیلم میں بھی پائی جاتی ہے۔

پلمبم کا عمومی مزاج سورائینم سے ملتا ہے یعنی بہت ٹھنڈا۔ مریض گرمیوں میں بھی اپنے آپ کو لپیٹ کر رکھتا ہے۔ آرنیکا کی طرح سرگرم رہتا ہے اور خون جمنے کا رجحان ہوتا ہے۔

اکثر پاؤں کی انگلیوں کے درمیان چھالے بن جاتے ہیں میں ان میں اکثر سلفر دیتا ہوں جس سے عمومی فائدہ ضرور ہوتا ہے لیکن پلمبم کا بھی اس سے تعلق ہے۔ اگر ہاتھوں یا پاؤں کی انگلیوں میں گنگرین ہو اور پاؤں پر گٹے پڑ جائیں تو ان میں بھی اچھی دوا ہے۔ زبان کے نیچے غدود کی سوزش میں بھی مفید ہے۔ جسم کو شدید جھٹکے لگنے اور دندل پڑنے کا رجحان ہو۔ نرخرے اور غذا کی نالی میں فالجی اثرات نمایاں ہوں، غلط لگنے کا رجحان ہو پانی یا خوراک سانس کی نالی میں یا اوپر ناک میں چلی جائے تو پلمبم بہت اچھی دوا ہے۔ اگر بولنے والے خلیوں Vocal Cords پر فالج کا اثر ہو تو کاسٹیکم زیادہ مفید ہے۔ ہر دوا کا اپنا اپنا دائرہ عمل ہے جہاں وہ اثر دکھاتی ہیں۔ انتڑیوں میں تناؤ اور کھچاؤ پیدا ہو جائے اور اندرونی دھڑ میں کھچاؤ کا احساس ہو تو پلمبم مفید دوا ہے۔

پلمبم کی ایک علامت یہ ہے کہ پیٹ کا شدید درد ہذیان بکنے کے رجحان میں تبدیل ہو جاتا ہے اور گلے سے درد کا گولہ دماغ کی طرف جاتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ بال بالکل خشک ہو جاتے ہیں، آنکھ کی پتلی سکڑ جاتی ہے۔ آنکھیں زرد ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات اچانک بےہوشی طاری ہو جانے پر نظر بھی ختم ہو جاتی ہے۔ چہرے کا رنگ زرد اور گال مرجھائے ہوئے اور جلد چکنی اور چمکیلی سی ہو جاتی ہے اور گہرے بھورے داغ پڑ جاتے ہیں۔ پلمبم میں بیماریاں رات کو اور حرکت کرنے سے بڑھ جاتی ہیں، دبانے سے آرام آتا ہے۔

نتیجہ امتحان انصاراللہ (پاکستان) سہ ماہی دوم ۱۹۹۷ء

مجلس انصاراللہ ربوہ کے ماہنامہ کی رپورٹ کے مطابق مجلس انصاراللہ پاکستان کے مرکزی امتحان سہ ماہی دوم ۱۹۹۷ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۴۶ اضلاع کی ۲۳۰ مجالس کے ۲۸۰۰ انصار نے شرکت کی مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

اول: مکرم حکیم محمد نسیم صاحب گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ۔ دوم مکرم محمد اشرف صاحب کاہلوں مدینہ ٹاؤن فیصل آباد۔ مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب نارتھ کراچی۔ اور سوم مکرم سلیم اختر صاحب دہلی گیٹ لاہور۔ مکرم عزیز احمد صاحب طاہر ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

ﷺ
ارشاد نبوی
خیر الزّادِ التّقوےٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-5222, 248-1652
رہائش- 243-0794, 27-0471

ڈیزائننگ و کمپوزنگ: کرشن احمد۔ مصباح الدین قادیان